اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ
القرآن الکریم ۲:۲۵۸

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

النور

صلح۔تبلیغ ۱۳۹۸ ہش
جنوری۔فروری ۲۰۱۹ء

Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad of Qadian

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النور

ریاستہائے متحدہ امریکہ Al-Nur

جلد ۴۰ صلح، تبلیغ ۱۳۹۸ ہش — جنوری۔ فروری ۲۰۱۹ — جمادی الاُولیٰ، جمادی الاُخریٰ ۱۴۴۰ ہجری شمارہ ۱۔۲

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ﴿سورۃ التغابن:۹﴾

پس اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اُس نُور پر جو ہم نے اُتارا ہے۔

--*-*-*-*

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿سورۃ الاعراف:۱۵۹﴾

پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی اُمّی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اُسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

--*-*-*-*

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿سورۃ الحدید:۲۹﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ تمہیں اپنی رحمت میں سے دُہرا حصہ دے گا اور تمہیں ایک نور عطا کرے گا جس کے ساتھ تم چلو گے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(۷۰۰ احکامِ خداوندی صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

لکھنے کا پتہ:
Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

اِس شمارے میں

آخری زمانہ میں بارہ مجدّدین کے بعد ایک مامور کے مبعوث کئے جانے کی پیشگوئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ ۞ وَالۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ ۞ (سورۃ البروج آیات ۱ تا ۳)۔

(مَیں) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (شروع کرتا ہوں) (مجھے) قسم ہے بُرجوں والے آسمان کی۔ اور اُس دن کی بھی جس کا وعدہ ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ:

"فرماتا ہے ہم شہادت کے طور پر آسمان کو پیش کرتے ہیں جو بروج والا ہے۔ یہ بروج کیا ہیں؟ مفسّرین نے اس سے مراد علم ہیئت کے بروج لئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں بارہ ستاروں کے لئے بارہ بُرج ہوتے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) اَلْحَمْلُ (۲) اَلثَّوْرُ (۳) اَلْجَوْزَاءُ (۴) اَلسَّرْطَانُ (۵) اَلْاَسَدُ (۶) اَلسُّنْبُلَۃُ (۷) اَلْمِیْزَانُ (۸) اَلْعَقْرَبُ (۹) اَلْقَوْسُ (۱۰) اَلْجَدِیُ (۱۱) اَلدَّلْوُ (۱۲) اَلْحُوْتُ

بعض کہتے ہیں کہ سات سیّارے اِن بارہ بُرجوں میں چکّر کھاتے ہیں۔ اور گو بروج بارہ ہی ہیں مگر خصوصیّت کے لحاظ سے وہ سات سیّاروں سے مخصوص ہیں۔ چنانچہ (۱) مرّیخ کے لئے حمل اور عقرب (۲) زہرہؔ کے لئے ثور اور میزان (۳) عطاؔرد کے لئے جوزاء اور سُنبلہ (۴) قمر کے لئے سرطان (۵) شمسؔ کے لئے اسد (۶) مشتریؔ کیلئے قوس اور حُوت (۷) اور زحلؔ کے لئے جدّی اور دَلو مخصوص ہیں۔

ابن مردویہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بروج کیا چیز ہیں تو آپؐ نے فرمایا اَلْکَوَاکِبُ یعنی اُن سے مراد کواکب ہیں۔ غرض بُرج کا لفظ لُغت کے لحاظ سے ایسے مقام کیلئے بولا جاتا ہے جہاں بادشاہ یا اُمراء ٹھہرتے ہوں اور علم ہیئت والوں کی اصطلاح میں جو رائج ہو چکی ہے بُرج یا تو ستاروں کو اور یا پھر سیّاروں کی گردش کے دائرہ کو کہتے ہیں جہاں وہ گردش کرتے ہیں۔ بہر حال پرانی ہیئت اس بات پر متفق ہے کہ بُرج بارہ ہیں۔ اس بناء پر آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم شہادت کے طور پر آسمان کو پیش کرتے ہیں جس میں بارہ بُرج ہیں یعنی بارہ ایسے مقام ہیں جہاں ستارے ٹھہرتے ہیں۔ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ اور پھر شہادت کے طور پر یومِ موعود کو پیش کرتے ہیں۔ اگر بُرج کے معنے بارہ مقامات کے لئے جائیں تو یہ یومِ موعود تیرھواں مقام ہوا۔ گویا بارہ مقاموں کو بھی اور یومِ موعود کو بھی اللہ تعالیٰ شہادت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اور بارہ۱۲ اور یومِ موعود مل کر تیرہ۱۳ ہو گئے۔ جب ہم اس کو وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ والی آیت سے ملاتے ہیں تو پہلی سورت سے اس کی ترتیب بالکل واضح ہو جاتی ہے وہاں فرمایا تھا ہم شہادت کے طور پر چاند کو پیش کرتے ہیں جب وہ تیرھویں رات میں داخل ہوتا ہے۔ اور یہاں فرمایا گیا ہے ہم بارہ بروج اور یومِ موعود کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ پس یہاں بھی تیرہ زمانوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔ اور اس طرح اس کا ایک گہرا تعلق پچھلی سورۃ سے ثابت ہو گیا۔۔۔ پچھلی سورۃ میں فرمایا تھا فَمَا لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے۔ جو چیز اپنی ابتدائی حالت میں ہوتی ہے اُس پر ایمان لانا لوگوں کے لئے بہت مشکل

ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو شروع ہی اس رنگ میں کیا ہے کہ ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں اُن بارہ مقامات کو جہاں ستارے آکر ٹھہرتے ہیں۔ یعنی رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ صدیوں میں مختلف مجدّدین ظاہر ہوئے اور وہ الٰہی منشاء کے مطابق تجدیدِ دین کا کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اُن مجدّدین کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے اگر ہم اُمّتِ محمدیہؐ کے تھوڑے سے اختلاف اور اسلام اور مسلمانوں کی تھوڑی سی مصیبت کو دُور کرنے کے لئے مجدّدین کو مبعوث کرتے رہے ہیں تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اسلام پر ایک بھاری مصیبت آجائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کو دُور کرنے کا کوئی سامان نہ ہو۔ پس وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کو فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ کے جواب میں مخالفین کے سامنے ایک دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم آسمان کو اور اُس کے بارہ مقامات کو تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جن میں ستاروں نے قیام کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے مختلف مجدّد مبعوث ہوتے رہے۔ مجدّدین کے اس متواتر اور پے در پے ظہور کے بعد تیرھویں مقام پر آکر تمہیں کیوں مایوسی پیدا ہوگئی اور کیوں تم نے یہ خیال کر لیا کہ اللہ تعالیٰ اب لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے کسی مامور کو مبعوث نہیں کرے گا۔ تمہارے پاس شہادت موجود ہے کہ پہلی صدی آئی اور اُس میں خدا تعالیٰ نے ایسے آدمی کھڑے کئے جو تجدیدِ دین کا کام کرتے رہے۔ دوسری صدی آئی اور اُس میں خدا تعالیٰ نے ایسے آدمی کھڑے کئے۔ تیسری صدی آئی تو پھر یہی واقعہ ہوا۔ چوتھی صدی آئی تو پھر بھی ایسا ہی ہوا اور یہ سلسلہ چلتا چلا گیا یہاں تک کہ بارہ صدیوں میں بارہ دفعہ تمہارے لئے خدا تعالیٰ نے یہ ثبوت مہیّا کیا کہ وہ اپنے دین کی مدد اور اُس کی نصرت کے لئے ہمیشہ ایسے آدمی کھڑے کیا کرتا ہے جو اُس کی طرف سے مظفّر و منصور ہوتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دُنیا میں پھیلاتے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ بارہ جو غیر موعود تھے اُن کو تو تم نے مان لیا مگر تیرھواں جو موعود تھا اُس کی بعثت کو تسلیم کرنے سے تم نے انکار کر دیا۔ حالانکہ باقی وہ ہیں جن کے متعلق محض مبہم الفاظ میں خبر دی گئی تھی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے متعلق صرف اتنا فرمایا تھا کہ

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا

(ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۱)

مگر تیرھویں کا نام لے کر بتایا گیا تھا کہ وہ ایسا ہوگا اِس اِس طرح کے کام کرے گا اِن اِن علامات کے ساتھ آئے گا۔ یہ یہ نشانات اُس کی صداقت میں ظاہر ہوں گے۔ پس وہ غیر موعود جو ایک مبہم خبر کے نتیجہ میں ظاہر ہوئے تھے تم نے اُن کو تو مان لیا مگر وہ جس کا نام لے کر خدا نے خبر دی تھی جس کی بعثت کے اُس نے نشانات بتائے تھے۔ جس کی تعیین کے کئی شواہد بتائے گئے تھے۔ جس کا وقت اور جس کا زمانہ تک پیشگوئیوں میں معیّن کر دیا گیا تھا تم نے اُس کا انکار کر دیا۔ بلکہ مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد انہوں نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے کسی مصلح کی ضرورت ہی نہیں ۔ فرماتا ہے تم کو آج بارہ صدیوں کے بعد یہ بات سُوجھی ہے ۔ بارہ صدیوں تک تم مانتے چلے آئے کہ احیاءِ اسلام کے لئے مجدّدین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام کی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی انسان کے مبعوث ہونے کی احتیاج ہوتی ہے۔ مگر جب تیرھویں صدی آئی اور اُس میں ہم نے اپنا موعود مامور بھیج دیا تو تم نے اُس کا انکار کر دیا۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت ہی نہیں۔۔۔۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۶)

عیسیٰ بن مریم یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کا ظہور

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ *عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ۔

(مشکوۃ باب نزول عیسیٰ صفحہ ۴۸۰)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح جب نزول فرما ہوں گے تو شادی کریں گے، ان کی (بشارتوں کی حامل) اولاد ہوگی، (دعویٰ ماموریت کے بعد) ۴۵ سال کے قریب رہیں گے پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے۔ پس مَیں اور مسیح ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ایک قبر سے اُٹھیں گے (یعنی روحانیت اور مقصدِ بعثت کے لحاظ سے ہم چاروں کا وجود متّحد الصفات اور ایک ہوگا)

*عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یَنْزِلُ فِیْنَا مِنْ غَیْرِ تَشْرِیْعٍ وَّھُوَ نَبِیٌّ بِلَا شَکٍّ۔

(فتوحات مکّیہ جلد ا صفحہ ۵۷۰، ومسلم جلد ا صفحہ ۸۷، ومسند احمد جلد ۳ صفحہ ۳۴۵)

عیسیٰ علیہ السلام ہم میں نازل ہونگے بغیر کسی شریعت کے لیکن وہ بلاشک نبی ہیں۔

"مسیح موعودؑ بعثت کے بعد پنتالیس ۴۵ سال رہیں گے لیکن اگر غیر احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق یہ مانا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی آسمان سے نازل ہوں گے تو اس مسلّمہ کے مطابق کہ رفع کے وقت ان کی عمر ۳۰ سال تھی، وفات کے وقت ان کی عمر پچھتّر سال کے قریب بنتی ہے حالانکہ حدیث کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس ہے۔۔۔ پس ثابت ہؤا کہ آنے والا مسیح خود اُمّت محمدیہؐ میں پیدا ہوگا اور الہام پانے کے بعد ۴۵ سال کے قریب عمر پائے گا۔ بعثت کے بعد شادی کرے گا۔ اس کے مبشر اولاد ہوگی اور فنافی الرسول ہونے کی وجہ سے اسے اپنے آقا کے ساتھ اتحادِ کامل ہوگا اور اس کا دعویٰ ہوگا۔ مَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الْمُصْطَفٰی فَمَا عَرَفَنِیْ وَمَا رَاٰی۔۔۔" (حدیقۃ الصالحین 'نزول مسیح علیہ السلام اور ظہورِ مہدی علیہ السلام سے متعلق احادیث پر تبصرہ' صفحہ ۹۰۸)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابوداؤد کتاب الملاحم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسا مجدّد بھیجے گا جو اس اُمّت کے دین کی تجدید کرے گا۔ یعنی امّت میں جو بگاڑ پیدا ہوگا اس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اس کے لئے قربانی کے جذبہ کو بڑھا دے گا۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَحْرَزَھُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنَ النَّارِ عِصَابَۃٌ تَغْزُو الْھِنْدَ وَعِصَابَۃٌ تَکُوْنُ مَعَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ (نسائی کتاب الجہاد، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۷۸، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

حضرت ثوبانؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک دفعہ فرمایا۔ میری اُمّت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فتنہ و فساد کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ جماعت ہے جو ملک ہند میں جنگ لڑے گی اور دوسری جماعت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مددگاروں کی ہوگی۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۔۔۔تقویٰ کے دائرہ سے باہر قدم مت رکھو۔۔۔

"۔۔۔اس سُنّت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنے کے لئے ہوتی ہے اس میں ضرور بعض لوگوں کے لئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے لئے یہود کی کتابوں میں پیشینگوئی کی گئی تھی کہ وہ اُس وقت آئے گا جبکہ اِلیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہو گا۔ یہ پیشگوئی ملاکی نبی کی کتاب میں اب تک موجود ہے۔ پس یہ پیشگوئی یہودیوں کے لئے بڑی ٹھوکر کا باعث ہوئی اور وہ اب تک منتظر ہیں کہ اِلیاس نبی آسمان سے نازل ہو گا اور ضرور ہے کہ وہ پہلے نازل ہو اور پھر اُن کا سچا مسیح آئے گا مگر اب تک نہ اِلیاس دوبارہ زمین پر نازل ہوا اور نہ ایسا مسیح آیا جو اس شرط کو پوری کرتا۔ اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ یہودیوں کے خاندان یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہوں گے اور انہیں میں سے اور انہیں کے بھائیوں میں سے اُن کا ظہور ہو گا اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اِس پیشگوئی کے یہی معنے سمجھے تھے کہ وہ آخر الزمان کا نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہو گا مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہو گیا اور یہ امر یہودیوں کیلئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوا اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے آئے گا اور اُس کا مولد مکّہ ہو گا اور اُس کا نام مُحمّد ہو گا صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے باپ کا نام عبد اللہ ہو گا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔ پس جب کہ اِس امر کے لئے دو۲ مثالیں موجود ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کا کچھ ابتلا بھی منظور ہوتا ہے تو پھر تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود بہت سے اختلافات کے جو مسیح موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں اور بالاتفاق اس کو اُمتی بھی قرار دیا گیا ہے اِس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور مسیح آسمان سے ہی نازل ہو گا حالانکہ آسمان سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نص قرآن ہے*۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا (سورۃ بنی اسرائیل:۹۴) پس اگر بشر کے جسم عنصری کا آسمان پر چڑھانا عادت اللہ میں داخل تھا تو اِس جگہ کفار قریش کو کیوں انکار کے ساتھ جواب دیا گیا کیا عیسیٰ بشر نہیں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھانے کے وقت وہ وعدہ یاد نہ رہا کہ اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ کِفَاتًا اَحۡیَآءً وَّ اَمۡوَاتًا (سورۃ المرسلات:۲۶،۲۷) مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر چڑھنے کا جب سوال کیا گیا تو وہ وعدہ یاد آگیا۔ اور جس کو علم کتاب اللہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ

قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسٰی کی وفات کی گواہی دے دی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رؤیت کے ساتھ اِسی شہادت کو ادا کر دیا ہے یعنی بیان کر دیا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا ہے پھر باوجود اِن دو گواہیوں کے تیسری گواہی خدا سے الہام پا کر میری ہے۔ اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو مَیں جھوٹا ہوں لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔ ۔۔"

"۔۔۔ یہ تو خدا کے نشان ہیں جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ مگر تم سوچو کہ اس مخالفت میں تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے بجز اِس کے کہ ایسی حدیثیں پیش کرتے ہو جن کے مخالف قرآن شریف گواہی دیتا ہے اور جن کے مخالف حدیثیں بھی موجود ہیں اور جن کے مخالف واقعات اپنا چہرہ دکھلا رہے ہیں۔ وہ دجّال کہاں ہے؟ جس سے تم ڈراتے ہو مگر لَا الضَّآلِّیْنَ والا دجّال دن بدن دنیا میں ترقی کر رہا ہے اور قریب ہے کہ آسمان و زمین اس کے فتنہ سے پھٹ جائیں۔ پس اگر تمہارے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو سُورۃ فاتحہ پر غور کرنا ہی تمہارے لئے کافی تھا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ تم نے مسیح موعود کی پیشگوئی کے معنی سمجھے ہیں وہ صحیح نہ ہوں۔ کیا ان غلطیوں کے نمونے یہود اور نصاریٰ میں موجود نہیں ہیں پھر تم کیونکر غلطی سے بچ سکتے ہو۔ اور کیا خدا کی یہ عادت نہیں ہے کہ کبھی وہ ایسی پیشگوئیوں سے اپنے بندوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے جیسا کہ توریت اور ملاکی نبی کی پیشگوئی سے اور انجیل کی پیشگوئی سے یہود و نصاریٰ کو امتحان میں ڈالا گیا۔ سو تقویٰ کے دائرہ سے باہر قدم مت رکھو۔ کیا جیسا کہ یہود نے اور اُن کے نبیوں نے سمجھا تھا آخری نبی بنی اسرائیل میں سے آیا یا الیاس نبی دوبارہ زمین پر آ گیا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہود نے دونوں جگہ غلطی کھائی۔ پس تم ڈرو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہیں سورہ فاتحہ میں ڈراتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم یہود بن جاؤ۔ یہود بھی تمہارے دعویٰ کی طرح ظاہر الفاظ کتاب اللہ سے متمسک تھے۔ مگر بوجہ اِس کے کہ حَکَمْ کی بات کو انہوں نے نہ مانا اور اُس کے نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا مواخذہ میں آ گئے اور اُن کا کوئی عذر سنا نہ گیا۔۔۔"

* کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسٰی آسمان سے نازل ہو گا رہا نزول کا لفظ سو وہ اکرام اور اعزاز کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے اِسی لئے نزیل مسافر کو کہتے ہیں پس صرف نزول کے لفظ سے آسمان سمجھ لینا پرلے درجہ کی ناسمجھی ہے۔ منہ

(روحانی خزائن جلد ۲۲، حقیقۃ الوحی صفحات ۴۶ تا ۴۹)

آج 23 مارچ ہے اور یہ دن جماعت میں 'یوم مسیح موعود' کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے۔ یوم مسیح موعود کے جلسے بھی جماعتیں اس دن کی مناسبت سے منعقد کرتی ہیں۔ بہت سی جماعتیں یہ جلسے منعقد کریں گی اور اس میں اس کی تاریخ، پس منظر، سارا کچھ بیان کیا جائے گا۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا جن میں آپ نے مسیح موعود کی بعثت کے مقصد اور ضرورت اور مقام کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے مسیح موعود کی بعثت کے مقصد اور ضرورت اور مقام کا تذکرہ اور اسی حوالہ سے افراد جماعت کو نصائح

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایک آواز جو ایک چھوٹی سی بستی سے اُٹھی تھی دنیا کے 210 ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اور یہی آپ کی سچائی کی دلیل بھی ہے۔ دور دراز کے علاقے جہاں تیس چالیس سال پہلے تک بھی احمدیت کے پہنچنے کا تصور نہیں تھا، نہ صرف وہاں پیغام پہنچا ہے بلکہ وہاں ایسے پختہ ایمان والے اللہ تعالیٰ پیدا فرما رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

بینن کے ایک گاؤں میں نو احمدی کے ایمان و اخلاص اور استقامت اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے روح پرور واقعہ کا بیان

ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟ اکثر میرے جائزے سے میں نے دیکھا ہے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ استغفار کی طرف تو بعضوں کی بالکل توجہ نہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ حالت ہے تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں۔

پس بڑی فکر سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔

23/مارچ 2018ء سے انگریزی زبان میں ہفتہ وار اخبار الحکم کے اجرا کی خوشخبری۔ یہ اخبار انٹرنیٹ پر دستیاب ہوگا۔ موبائل فون اور ٹیبلٹس کے لئے اس کا App بھی دستیاب ہوگا۔ انگریزی دان طبقہ کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی تاکید

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ مورخہ 23/مارچ 2018ء بمطابق 23/امان 1397 ہجری شمسی
بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج 23/مارچ ہے اور یہ دن جماعت میں 'یوم مسیح موعود' کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے۔ یوم مسیح موعود کے جلسے بھی جماعتیں اس دن کی مناسبت سے منعقد کرتی ہیں۔ آئندہ دو دنوں میں ہفتہ اتوار، weekend آ رہا ہے۔ بہت سی جماعتیں یہ جلسے منعقد کریں گی اور اس میں اس کی تاریخ، پس منظر، سارا کچھ بیان کیا جائے گا۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا جن میں آپ نے مسیح موعود کی بعثت کے مقصد اور ضرورت اور مقام کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ آپ کے دعوے کے بعد نام نہاد مسلمان علماء نے عامۃ المسلمین کو آپ کے خلاف بھڑکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انتہائی کوشش کی۔ جس حد تک وہ جا سکتے تھے گئے اور اب تک یہی کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تائید سے آپ کی جماعت ترقی کر رہی ہے اور نیک فطرت لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام خدائی وعدوں کے مطابق اپنی آمد کا ذکر کرتے ہوئے اور یہ اعلان فرماتے ہوئے کہ میں ہی آنے والا مسیح موعود ہوں فرماتے ہیں کہ:

"توحید حقیقی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفّت، عزّت اور حقّانیت اور کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے پر ظلم اور زُور کی راہ سے حملے کئے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا نہیں ہونا چاہئے کہ اس

کاسر الصلیب کو نازل کرے؟‘‘ (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس زمانے میں حملے عیسائیوں کی طرف سے ہو رہے تھے۔) فرماتے ہیں ’’کیا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10)** کو بھول گیا؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اس نے اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر بھیجا ہے۔ دنیا نے اس کو قبول نہ کیا مگر خدا تعالیٰ اس کو ضرور قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ چاہو تو قبول کرو۔ چاہو تو ردّ کرو۔ مگر تمہارے ردّ کرنے سے کچھ نہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے پہلے سے براہین میں فرما دیا ہے **صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا**۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 206۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی اللہ اور اس کے رسول کی بات سچی نکلی اور خدا کا وعدہ پورا ہوا۔

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ:

’’منہاج نبوت پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھ نہیں بنتا۔ اور نہ مَیں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں۔ مَیں اپنے دعویٰ کو منہاجِ نبوت کے معیار پر پیش کرتا ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمائش نہ کی جاوے‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’جو دل کھول کر میری باتیں سنیں گے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ فائدہ اٹھاویں گے اور مان لیں گے۔ لیکن جو دل میں بخل اور کینہ رکھتے ہیں ان کو میری باتیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گی۔ ان کی تو **اَحْوَل** جیسی مثال ہے‘‘۔ (یعنی وہ شخص جو بھینگا ہوتا ہے جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔) ’’جو ایک کے دو دیکھتا ہے۔ اس کو خواہ کسی قدر دلائل دیئے جائیں کہ دو نہیں ایک ہی ہے وہ تسلیم ہی نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں‘‘ (آپ مثال دیتے ہیں) ’’کہ ایک **اَحْوَل** خدمتگار تھا۔‘‘ (بھینگا آدمی کسی شخص کا خدمت کرنے والا تھا ملازم تھا۔) ’’آقا نے (اس کو) کہا کہ اندر سے آئینہ لے آؤ۔ وہ گیا اور واپس آ کر کہا کہ اندر تو دو آئینے پڑے ہیں۔ کونسا لے آؤں؟ آقا نے کہا کہ ایک ہی ہے۔ دو نہیں۔ **اَحْوَل** نے کہا تو کیا مَیں جھوٹا ہوں؟ (اس کے) آقا نے کہا اچھا ایک کو توڑ دے۔ جب توڑا گیا تو اسے معلوم ہوا کہ درحقیقت میری غلطی تھی۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’مگر ان **اَحْوَلوں** کا جو میرے مقابل ہیں کیا جواب دوں؟‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’غرض ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ بار بار اگر کچھ پیش کرتے ہیں تو حدیث کا ذخیرہ جس کو خود یہ ظن کے درجہ سے آگے نہیں بڑھاتے۔ ان کو معلوم نہیں کہ ایک

وقت آئے گا کہ ان کے رطب ویابس امور پر لوگ ہنسی کریں گے۔'' (جو اوٹ پٹانگ باتیں یہ کرتے ہیں اس پر لوگ ہنسی کیا کریں گے۔) فرماتے ہیں ''یہ ہر ایک طالبِ حق کا حق ہے کہ وہ ہم سے ہمارے دعویٰ کا ثبوت مانگے۔'' (بڑی صحیح بات ہے ثبوت مانگنا چاہئے۔ اس پر ہر ایک کا حق ہے۔) ''اس کے لئے ہم وہی پیش کرتے ہیں جو نبیوں نے پیش کیا''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ، عقلی دلائل یعنی موجودہ ضرورتیں جو مصلح کے لئے مستدعی ہیں۔ پھر وہ نشانات جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے مَیں نے ایک نقشہ مرتب کردیا ہے''۔ آپ فرماتے ہیں ''میں نے ایک نقشہ مرتب کردیا ہے اس میں ڈیڑھ سو کے قریب نشانات دیئے ہیں جن کے گواہ ایک نوع سے کروڑوں انسان ہیں۔ بیہودہ باتیں پیش کرنا سعادتمند کا کام نہیں''۔ فرمایا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا تھا کہ وہ حَکَم ہو کر آئے گا۔'' (یعنی مسیح موعود جب آئے گا تو وہ حَکَم ہوگا) ''اس کا فیصلہ منظور کرو۔'' (وہ فیصلہ کرنے والا ہوگا اس کا فیصلہ منظور کرو۔) ''جن لوگوں کے دل میں شرارت ہوتی ہے وہ چونکہ ماننا نہیں چاہتے ہیں اس لئے بیہودہ حجتیں اور اعتراض پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ آخر خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر میں افترا کرتا تو وہ مجھے فی الفور ہلاک کردیتا۔ مگر میرا سارا کاروبار اس کا اپنا کاروبار ہے۔ اور میں اسی کی طرف سے آیا ہوں۔ میری تکذیب اس کی تکذیب ہے۔ اس لئے وہ خود میری سچائی ظاہر کردے گا۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 35-34۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ مسیح موعود کی تکذیب اور انکار کا نتیجہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار تک تمہیں لے جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ** کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح اس محمدیؐ سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس اُمّت میں نہیں۔ اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ مُوسیٰ قرار

دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔معاذ اللہ۔کیونکہ اس سلسلہ کی اَتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی اُمّت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا۔اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو **اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4)** میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی۔ بلکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ **اَلْحَمْدُ** سے لے کر **وَالنَّاس** تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔پھر سوچو کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے؟ یہ مَیں ازخود نہیں کہتا۔خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا،وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کردی اور خدا کو چھوڑ دیا۔اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے''۔ (اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ) ''**اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ**۔'' آپ فرماتے ہیں کہ ''بیشک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔اور پھر میری تکذیب میری تکذیب نہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے۔ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے؟''

اس بات کو مزید کھول کر بیان فرماتے ہوئے کہ تکذیب مسیح موعود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔اس کی وجہ کیا ہے؟ کس طرح مسیح موعود کے انکار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہوتی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ (یعنی مسیح موعود کے انکار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟) آپ فرماتے ہیں کہ ''اس طرح پر کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا۔پھر آپ نے جو **اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ** فرمایا تھا وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے۔اور آپ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت ایک مسیح و مہدی کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا۔عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذّب ٹھہرے گا یا نہیں؟'' آپ فرماتے ہیں ''پس پھر مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں۔ مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہو گا۔ مجھے بے دین اور گمراہ کہنے میں دیر ہو گی۔

مگر پہلے اپنی گمراہی اور رُوسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن وحدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لئے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا۔'' (یعنی مَیں نہیں چھوڑوں گا۔ وہی چھوڑے گا جو مجھے چھوڑنے والا کہتا ہے۔) آپ کہتے ہیں ''مَیں قرآن وحدیث کا مُصدّق ومِصداق ہوں۔ میں گمراہ نہیں بلکہ مہدی ہوں۔ میں کافر نہیں بلکہ **اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْن** کا مصداق صحیح ہوں۔ اور جو کچھ مَیں کہتا ہوں خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ سچ ہے۔ جس کو خدا پر یقین ہے، جو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق مانتا ہے اس کے لئے یہی حجّت کافی ہے کہ میرے منہ سے سن کر خاموش ہو جائے۔ لیکن جو دلیر اور بے باک ہے اس کا کیا علاج۔ خدا خود اس کو سمجھائے گا''۔ (آپ یہ سب باتیں ایک آئے ہوئے مہمان کو سمجھا رہے تھے۔) آپ نے فرمایا کہ ''میرے معاملے میں جلدی سے کام نہ لیں بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 14 تا 16۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

''پس اگر ان لوگوں کے دل میں بخل اور ضد نہیں تو میری بات سنیں اور میرے پیچھے ہو لیں۔ پھر دیکھیں کہ کیا خدا تعالیٰ ان کو تاریکی میں چھوڑتا ہے یا نور کی طرف لے جاتا ہے؟ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو صبر اور صدق دل سے میرے پیچھے آتا ہے وہ ہلاک نہ کیا جاوے گا بلکہ وہ اسی زندگی سے حصہ لے گا جس کو کبھی فنا نہیں۔''

(یعنی اس دنیا میں بھی عزت پانے والا ہے اور پھر آخری زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ اس پر انعامات کرے گا۔)

آپ فرماتے ہیں ''جس کا دل صاف ہے اور خدا ترسی اس میں ہے اس کے سامنے دوبارہ آنے کے متعلق حضرت عیسیٰ ہی کا فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ وہ مجھے سمجھاوے کہ یہودیوں کے سوال کے جواب میں (کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا آنا ضروری ہے) جو کچھ مسیح نے کہا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ یہودی تو اپنی کتاب پیش کرتے تھے کہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں ایلیا کا آنا لکھا ہے۔ مثیل ایلیا کا ذکر نہیں''۔ (ایلیا کے خود آنے کا ذکر ہے۔ مثیل کا ذکر تو نہیں۔ اس کے نمونے پر کسی آنے والے کا ذکر تو نہیں لکھا ہوا۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''مسیح یہ کہتے ہیں کہ آنے والا یہی یوحنا ہے چاہو تو (اسے) قبول کرو۔ اب کسی منصف کے سامنے فیصلہ رکھو اور دیکھو کہ ڈگری کس کو دیتا ہے''۔ (ظاہری بات پر اگر فیصلہ کروانا ہے کسی بھی جج کے سامنے رکھ دو اور دیکھو وہ ڈگری کس کو دیتا ہے) ''وہ یقیناً یہودیوں کے حق میں فیصلہ دے گا'' (کیونکہ ظاہری طور پر جو لکھا ہوا ہے اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ مگر آپ فرماتے ہیں لیکن یہ فیصلہ صحیح نہیں ہے کیونکہ) ''مگر ایک مومن جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور

جانتا ہے کہ خدا کے فرستادے کس طرح آتے ہیں وہ یقین کرے گا کہ مسیح نے جو کچھ کہا اور کیا وہی صحیح اور درست ہے''۔ آپ فرماتے ہیں ''اب اس وقت وہی معاملہ ہے یا کچھ اور؟ (ہے۔ بتاؤ) ''اگر خدا کا خوف ہوتو پھر بدن کانپ جاوے یہ کہنے کی جرأت کرتے ہوئے کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ افسوس اور حسرت کی جگہ ہے کہ ان لوگوں میں اتنا بھی ایمان نہیں جتنا کہ اس شخص کا تھا جو فرعون کی قوم میں سے تھا اور جس نے یہ کہا کہ اگر یہ کاذب ہے تو خود ہلاک ہو جائے گا۔ میری نسبت اگر تقویٰ سے کام لیا جاتا تو اتنا ہی کہہ دیتے اور دیکھتے کہ کیا خدا تعالیٰ میری تائیدیں اور نصرتیں کر رہا ہے یا میرے سلسلہ کو مٹا رہا ہے۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 31-30۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایک آواز جو ایک چھوٹی سی بستی سے اٹھی تھی دنیا کے 210 ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اور یہی آپ کی سچائی کی دلیل بھی ہے۔ دور دراز کے علاقے جہاں تیس چالیس سال پہلے تک بھی احمدیت کے پہنچنے کا تصور نہیں تھا، نہ صرف وہاں پیغام پہنچا ہے بلکہ وہاں ایسے پختہ ایمان والے اللہ تعالیٰ پیدا فرما رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک واقعہ بھی بیان کرتا ہوں۔

بینن افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ وہاں 2012ء میں ایک جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ وہاں کے ایک گاؤں کے ایک احمدی، ان کا نام ابراہیم صاحب ہے۔ انہوں نے احمدیت قبول کی۔ اس سے پہلے یہ مسلمان تھے اور کافی علم رکھنے والے تھے اور احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے اخلاص و وفا میں ترقی کرنی شروع کی۔ اپنے رشتہ داروں کو بھائیوں وغیرہ کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ ان کے بھائی نے ان کی تبلیغ سے تنگ آ کر کہ یہ تبلیغ کر کے ہمیں ہمارے دین سے ہٹا رہا ہے، ان سے لڑائی کرنی شروع کر دی لیکن یہ تبلیغ کرتے رہے۔ لوگوں کو احمدیت کا پیغام، حقیقی اسلام کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اور اس طرح ان کی کوششوں سے ارد گرد کے تین گاؤں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں شامل ہو گئے۔ تو ابراہیم صاحب کے بھائی نے اپنے ایک دوست کے ساتھ مل کے ان کے قتل کا منصوبہ بنایا کہ یہ تو احمدیت کو پھیلاتا چلا جا رہا ہے اس لئے ایک ہی علاج ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ ابراہیم صاحب کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ان کا بڑا بھائی اور اس کا دوست کوئی گڑھا کھود کر اس میں کچھ ڈال رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خواب کے تین دن بعد ہی ان کے بڑے بھائی کا دوست اچانک بیمار ہوا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس پر ان کے بھائی نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ احمدی جو ہے اس نے میرے دوست کو کوئی جادو ٹونہ کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر ایک

خواب دیکھی کہ ان کا بھائی ایک درخت کے ساتھ لگ کر خود کو ماپ رہا ہے۔اس علاقے میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کی قبر کھودنے کے لئے ایک درخت کے تنے کی چھال کے ساتھ میّت کو ماپا جاتا ہے تا کہ قبر اس کے سائز کے مطابق بنائی جائے۔ کہتے ہیں کچھ دن کے بعد بڑے بھائی کی حاملہ بیوی بیمار ہوئی اور دو دن کے اندر فوت ہو گئی۔ اور اس کے سارے بچے بیچارے بیمار ہونے شروع ہوئے۔ان کو فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ان کے بھائی نے مشہور کر دیا کہ یہ جادو ٹونہ کرنے والا شخص ہے اور وہاں کا جو مقامی بادشاہ تھا، چیف تھا اس کے پاس شکایت کی۔اس کو مدد کے لئے کہا۔اس نے کچھ پیسے مانگے کہ یہ لے کر آؤ تو مَیں اس کا علاج کرتا ہوں۔خیر ان کے بھائی نے رقم ادا کر دی۔ بادشاہ نے ابراہیم صاحب کو بلایا اور جب یہ گئے تو بڑے غصے اور طیش میں اس نے کہا کہ تم نے یہ کیا تماشا بنایا ہوا ہے۔ یہ نیا مذہب اختیار کیا ہے۔نیا دین شروع کر دیا ہے۔اس کو فوراً چھوڑ دو اور توبہ کرو ورنہ کل کا سورج نہیں تم دیکھ سکو گے۔تمہارے پر کل کا دن نہیں چڑھے گا۔ابراہیم صاحب کہنے لگے کہ مذہب تو مَیں نے سچ سمجھ کر قبول کیا ہے اس کو تو مَیں چھوڑ نہیں سکتا اور رہی بات مرنے کی تو زندگی موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔اس پر اس چیف نے یا بادشاہ نے کہا کہ اس علاقے کا خدا مَیں ہوں۔ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تم لوگ یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کیا فیصلہ کرنے لگا ہوں اور جس کو میں یہ کہہ دوں کہ وہ کل تک مر جائے گا تو وہ ضرور مرتا ہے۔ابراہیم صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے تم اپنے روایتی لوگوں کو کہتے ہو گے لیکن میں اس بات میں تمہیں کچھ نہیں کہتا۔مگر مَیں دین نہیں چھوڑوں گا کیونکہ حقیقت یہی ہے اور سچا اسلام یہی ہے۔اس پر چیف کو مزید غصہ آیا۔اس نے اپنے لوگوں کو کہا ان کو لے جا کے کمرے میں بند کر دو۔ وہ لے کے جا رہے تھے تو ابراہیم صاحب نے ان لوگوں کو کہا کہ تم میرے بیچ میں نہ پڑو اور اس معاملے کو چھوڑو۔ مجھے بند کرنے کی بجائے جانے دو۔خیر وہ لوگ بھی لالچی ہوتے ہیں کچھ رقم لے کے انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔اس بادشاہ نے یا چیف نے ان پر صبح کا سورج کیا طلوع کروانا تھا اگلے دن ہی اطلاع ملی کہ اس بادشاہ کو فالج ہو گیا اور وہ ہلنے جلنے کے قابل نہیں رہا اور دو دن بعد ہی وہ فوت ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ان کے بڑے بھائی جو اُن کے مخالف تھے انہوں نے خاندان والوں سے کہا کہ ہماری صلح کرا دیں۔انہوں نے کہا میری تو لڑائی کسی سے تھی ہی نہیں۔ہم تو ایسے ہی صلح جُو ہیں اور اسلام کا حقیقی پیغام بھی یہی ہے۔تو اس چیف کے مرنے کا یہ نشان دیکھ کر وہاں علاقے میں اس کا بہت اثر ہوا اور بڑا چرچا ہوا۔احمدیت کی سچائی ثابت ہوئی۔تو یہ چیزیں ہیں جو آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں ثابت ہو رہی ہیں۔حضرت مسیح

موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''دیکھو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے''۔ (یہ نہیں کہ بند ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آئندہ ہوں گے۔) ''اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید اور نصرت اس کی ہر گز نہ ہوتی۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 48) یہ اللہ تعالیٰ کا ہی منصوبہ ہے جس کی وجہ سے تائید ہو رہی ہے۔

ایک موقع پر ضرورت مصلح اور مسیح موعود کی ضرورت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''جیسا کہ ہر ایک فصل کے کاٹنے کا وقت آ جاتا ہے۔ ایسا ہی اب مفاسد کے دُور کر دینے کا وقت آ گیا ہے''۔ (جو فساد دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، جو برائیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کو دور کرنے کا وقت آ گیا ہے۔) آپ فرماتے ہیں۔ ''صادق کی توہین اور گستاخی انتہا تک کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر'' (آپ فرماتے ہیں نعوذ باللہ) ''مکھی اور زنبور جتنی بھی نہیں کی گئی۔ زنبور سے بھی انسان ڈرتا ہے'' (ایک بھڑ جو ہے) ''اور چیونٹی سے بھی اندیشہ کرتا ہے لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے میں کوئی نہیں جھجکتا۔ **كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا** کے مصداق ہو رہے ہیں۔ جتنا منہ ان کا کھل سکتا ہے انہوں نے کھولا اور منہ پھاڑ پھاڑ کر سبّ وشتم کئے۔ اب واقعی وہ وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کا تدارک کرے۔ ایسے وقت میں وہ ہمیشہ ایک آدمی کو پیدا کیا کرتا ہے جو اس کی عظمت اور جلال کے لئے بہت جوش رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کو باطنی مدد کا سہارا ہوتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ سب کچھ آپ ہی کرتا ہے مگر اس کا پیدا کرنا ایک سنّت کا پورا کرنا ہوتا ہے۔ **وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا**۔'' اب وہ وقت آ گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سنت کے موافق بھیجا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کے صحیفہ قدرت پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بات حد سے گزر جاتی ہے تو آسمان پر تیاری کی جاتی ہے۔ یہی اس کا نشان ہے کہ یہ تیاری کا وقت آ گیا ہے۔ سچے نبی و رسول و مجدد کی بڑی نشانی یہی ہے کہ وہ وقت پر آوے اور ضرورت کے وقت آوے۔ لوگ قسم کھا کر کہیں کہ کیا یہ وقت نہیں کہ آسمان پر کوئی تیاری ہو؟'' (آپ پوچھ رہے ہیں۔ لوگوں سے سوال کر رہے ہیں کہ قسم کھا کے بتاؤ کہ کیا یہ وقت نہیں ہے۔ وہ زمانہ بھی تھا اور آج بھی لوگ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت ہے بلکہ پاکستان میں تو مولوی خود یہ کہتے ہیں لیکن مسیح موعود کا انکار ہے۔) آپ فرماتے ہیں ''مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ

سب کچھ آپ ہی کیا کرتا ہے۔ہم اور ہماری جماعت اگر سب کے سب حجروں میں بیٹھ جائیں تب بھی کام ہو جائے گا اور دجّال کو زوال آ جائے گا۔ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔'' (اس طرح دن آپس میں پھرا کرتے ہیں۔) فرمایا کہ ''اس کا کمال بتاتا ہے کہ اب اس کے زوال کا وقت قریب ہے''۔(کسی چیز کو جب عروج حاصل ہو جائے، جب انتہا پہ پہنچ جائے تو وہ سمجھنے لگے کہ اب میں سب طاقتوں کا مالک ہو گیا ہوں اور سب ترقیاں میرے ہاتھ میں آ گئی ہیں تو پھر وہ جو عروج ہے اس پر پہنچ کر پھر وہاں سے زوال شروع ہو جاتا ہے۔اسی طرح اب ان طاقتوں کا بھی زوال شروع ہو گیا ہے۔ چاہے وہ اسلام کے خلاف طاقتیں ہیں یا وہ لوگ جو احمدیت کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ہیں۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''اس کا ارتفاع ظاہر کرتا ہے کہ اب وہ نیچا دیکھے گا۔'' (انتہائی بلندی پہ پہنچ گیا۔اب یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اب وہ نیچے کی طرف آئے گا۔) ''اس کی آبادی اس کی بربادی کا نشان ہے۔'' (وہ سمجھتا ہے کہ اس کی طاقت اور آبادی بہت زیادہ ہے تو اب یہ بربادی کا نشان بن جائے گی۔) ''ہاں ٹھنڈی ہوا چل پڑی (ہے)۔اللہ تعالیٰ کے کام آہستگی کے ساتھ ہوتے ہیں''۔(ٹھیک ہے۔نشان شروع ہو گیا۔اللہ تعالیٰ کے کام آہستگی سے ہوتے ہیں اور وہ انشاء اللہ ہو جائیں گے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''اگر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ ہوتی تاہم زمانے کے حالات پر نظر کر کے مسلمانوں پر واجب تھا کہ وہ دیوانہ وار پھرتے اور تلاش کرتے کہ مسیح اب تک کیوں نہیں کسرِ صلیب کے لئے آیا۔ان کو یہ نہ چاہئے تھا کہ اسے اپنے جھگڑوں کے لئے بلاتے۔'' (اسلام کی غیرت تھی تو اسلام کے دفاع کے لئے بلاتے۔مسیح کو تلاش کرتے، نہ کے اپنے جھگڑوں کو حل کرنے کے لئے۔) فرمایا ''کیونکہ اس کا کام کسرِ صلیب ہے اور اسی کی زمانے کو ضرورت ہے''۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 396 تا 398۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اسی طرح ایک جگہ فرمایا کہ ''دہریت بھی پھیل رہی ہے زیادہ اور میں اس کے ردّ کے لئے بھی آیا ہوں۔'' (ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 28۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ فرماتے ہیں کہ ''اسی لئے اس کا نام مسیح موعود ہے۔اگر مُلّانوں کو بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہبودی مدِّنظر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے جیسا ہم سے کر رہے ہیں۔ان کو سوچنا چاہئے تھا کہ انہوں نے ہمارے خلاف فتویٰ لکھ کر کیا بنا لیا ہے۔جسے خدا تعالیٰ نے کہا کہ ہو جائے اسے کون کہہ سکتا ہے کہ نہ ہو۔'' (فتویٰ لکھا تو اس کا کیا فائدہ ہوا۔جماعت تو اسی طرح ترقی کر رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔پھر کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔)

آپ فرماتے ہیں ''یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں یہ بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں کہ کسی نہ کسی رنگ میں ہماری بات مشرق ومغرب تک پہنچا دیتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 398۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جو مخالفت کررہے ہیں وہ بھی حقیقت میں مخالفت کے ذریعہ سے ہی احمدیت اور حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں کیونکہ اس طرح بھی لوگوں کو توجہ پیدا ہوتی ہے۔ بہت سارے لوگ خط لکھتے ہیں اور رابطہ کرتے ہیں کہ فلاں مولوی کی مخالفت کی وجہ سے یا فلاں جگہ آپ کے خلاف باتیں ہو رہی تھیں۔ ان کی وجہ سے ہمیں تجسّس پیدا ہوا تو ہم نے تحقیق کرنی شروع کی۔ اور اب تو انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ہر جگہ جماعتی لٹریچر بھی میسر ہے اور بہت ساری باتیں مل جاتی ہیں۔ موازنہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ تو تحقیق کر کے اب ہم جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ تو مولویوں کا، مخالفین کا یہ ذریعہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ بن رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض لوگوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ ہم اسلام کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں اور پہلے ہی جو اتنے فرقے ہیں تو پھر ایک نیا فرقہ بنانے کی کیا ضرورت ہے اور آپ کی جماعت میں شامل ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ہمارے احمدی بھی معترضین کی یہ باتیں سن کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ اُس زمانے میں اور آجکل بھی بعض ایسے ہیں جو خاموش ہو جاتے ہیں کہ کیا جواب دیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ''بہت سے ایسے لوگ ہیں جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی ضرورت کیا ہے؟ کیا ہم نماز روزہ نہیں کرتے ہیں؟ وہ اس طرح پر دھوکہ دیتے ہیں۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ بعض لوگ جو ناواقف ہوتے ہیں ایسی باتوں کو سن کر دھوکہ کھا جاویں اور ان کے ساتھ مل کر یہ کہہ دیں کہ جس حالت میں ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور وِرد وظائف کرتے ہیں۔ پھر کیوں یہ پھوٹ ڈال دی؟'' (کہ نیا فرقہ بنا دیا۔ تو کیوں پھوٹ ڈال دی۔ ہم نماز روزہ کر رہے ہیں تو تمہارے اندر شامل ہونے کی، ایک نیا فتنہ فساد پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''یاد رکھو کہ ایسی باتیں کم سمجھی اور معرفت کے نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ میرا اپنا کام نہیں ہے۔ یہ پھوٹ اگر ڈال دی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔'' (میں نے تو قائم نہیں کیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔) ''کیونکہ ایمانی حالت کمزور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ ایمانی قوت بالکل ہی معدوم ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ حقیقی ایمان کی روح پھونکے جو اس سلسلہ کے ذریعہ سے اس نے چاہا ہے۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا اعتراض

بیجا اور بیہودہ ہے۔پس یاد رکھو کہ ایسا وسوسہ ہرگز ہرگز کسی کے دل میں نہیں آنا چاہئے اور اگر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے تو یہ وسوسہ آ ہی نہیں سکتا۔غور سے کام نہ لینے کے سبب ہی سے وسوسہ آتا ہے جو ظاہری حالت پر نظر کر کے کہہ دیتے ہیں کہ اور بھی مسلمان ہیں۔اس قسم کے وسوسوں سے انسان جلد ہلاک ہو جاتا ہے"۔فرمایا کہ "میں نے بعض خطوط اس قسم کے لوگوں کے دیکھے ہیں جو بظاہر ہمارے سلسلہ میں ہیں" (بیعت کی ہوئی ہے) "اور کہتے ہیں کہ ہم سے جب یہ کہا گیا کہ دوسرے مسلمان بھی بظاہر نماز پڑھتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور نیک معلوم ہوتے ہیں پھر اس نئے سلسلہ کی کیا حاجت ہے؟" آپ فرماتے ہیں کہ "یہ لوگ باوجود یکہ ہماری بیعت میں داخل ہیں ایسے وسوسے اور اعتراض سن کر لکھتے ہیں کہ ہم کو اس کا جواب نہیں آیا۔ایسے خطوط پڑھ کر مجھے ایسے لوگوں پر افسوس اور رحم آتا ہے کہ انہوں نے ہماری اصل غرض اور منشاء کو نہیں سمجھا۔وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ رسمی طور پر یہ لوگ ہماری طرح شعائرِ اسلام بجالاتے ہیں اور فرائض الٰہی ادا کرتے ہیں حالانکہ حقیقت کی روح ان میں نہیں ہوتی"۔(صرف فرضی طور پہ نہیں کرنا۔ظاہری طور پر نہیں کرنا بلکہ حقیقی طور پر عبادت بھی ہونی چاہئے اور دوسرے فرائض بھی ادا ہونے چاہئیں۔) "اس لیے یہ باتیں اور وساوس سحر کی طرح کام کرتے ہیں۔" (وسوسے آجاتے ہیں اور جو باتیں کر رہے ہوتے ہیں اس کا اثر پھر ان پہ جادو کی طرح ہو جاتا ہے۔) "وہ ایسے وقت نہیں سوچتے کہ ہم حقیقی ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں جو انسان کو گناہ کی موت سے بچالیتا ہے اور ان رسوم وعادات کے پیرو لوگوں میں وہ بات نہیں۔ان کی نظر ظاہر پر ہے حقیقت پر نگاہ نہیں۔ان کے ہاتھ میں چھلکا ہے جس میں مغز نہیں۔" (ملفوظات جلد 6 صفحہ 237 تا 239۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پس بیشک ظاہری عمل تو مسلمان کرتے ہیں لیکن روح ان میں نہیں ہے۔تقویٰ نہیں ہے۔

اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اگر مسلمان کہلانے والوں کے اعمال، اعمال صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں نہیں پیدا ہوتے۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ "یہ لوگ" (یعنی بعض مسلمان) "سمجھتے نہیں کہ ہم میں کون سی بات اسلام کے خلاف ہے۔ہم **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے کے دنوں میں روزے بھی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔" (یعنی کہ یہ لوگ جو غیر از جماعت مسلمان ہیں، دوسرے مسلمان ہیں کہتے ہیں ہماری ہر بات جو ہے وہ تو ہم اسلام کے مطابق کر رہے ہیں۔کوئی ایسی بات تو ہے نہیں کہ تمہارے ساتھ جُڑ کے ہم زیادہ اچھی طرح اسلام کی حقیقت کو سمجھ جائیں کیونکہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** ہم کہتے ہیں۔نمازیں ہم پڑھتے ہیں۔

روزے ہم رکھتے ہیں۔زکوۃ بھی ہم دیتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ یہی کچھ نہیں۔) فرمایا کہ "مگر مَیں کہتا ہوں کہ ان کے تمام اعمال اعمالِ صالحہ کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ محض ایک پوست کی طرح ہیں جن میں مغز نہیں ہے۔ورنہ اگر یہ اعمالِ صالحہ ہیں تو پھر ان کے پاک نتائج کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اعمال صالحہ تو تب ہو سکتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ملاوٹ سے پاک ہوں۔لیکن ان میں یہ باتیں کہاں ہیں؟ مَیں کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ ایک شخص مومن اور متقی ہو اور اعمالِ صالحہ کرنے والا ہو اور وہ اہلِ حق کا دشمن ہو حالانکہ یہ لوگ ہم کو بے قید اور دہریہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔میں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے مامور کر کے بھیجا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمت ان کے دل میں ہوتی تو وہ انکار نہ کرتے اور اس سے ڈر جاتے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم خدا تعالیٰ کے نام کی تخفیف کرنے والے ٹھہریں۔لیکن یہ تب ہوتا جب کہ ان میں حقیقی اور اصل ایمان اللہ تعالیٰ پر ہوتا اور وہ یوم الجزاء سے ڈرتے اور **لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ** پر اُن کا عمل ہوتا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 343۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی وہ بات نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ مسیح موعود کی آمد کا مقصد اندرونی اور بیرونی فتنوں اور حملوں سے اسلام کو محفوظ کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی بات کی خبر دی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے واسطے خبر دی تھی کہ اس وقت دو رنگ کے فتنے ہوں گے۔ایک اندرونی۔دوسرا بیرونی۔اندرونی فتنہ یہ ہوگا کہ مسلمان سچی ہدایت پر قائم نہ رہیں گے اور شیطانی عمل دخل کے نیچے آ جائیں گے۔" (اعمال صالحہ ان میں کوئی نہیں ہوگا۔) "قمار بازی، زنا کاری، شراب خوری اور ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہو کر حدود اللہ سے نکل جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی نواہی کی پرواہ نہ کریں گے۔صوم و صلوۃ کو ترک کر دیویں گے اور امر الٰہی کی بے حرمتی کی جائے گی اور قرآنی احکام کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا کیا جائے گا۔" (یہ تو اندرونی فتنہ ہے کہ مسلمانوں کی عملی حالت بگڑ گئی ہے۔اکثریت مسلمانوں کی یہی ہے۔آپس میں بھی آپ دیکھ لیں مسلمان دنیا میں بھی کس طرح ایک دوسرے پر ظلم ہو رہے ہیں۔) اور "بیرونی فتنہ یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پہ افتراء کئے جائیں گے۔" (اور یہ بھی آجکل بہت بڑھ کر ہو رہا ہے) "اور ہر قسم کے دل آزار حملوں سے اسلام کی توہین اور تخریب کی کوشش کی جاوے گی۔مسیح کی خدائی کو منوانے کے لئے اور اس کی صلیبی لعنت پر ایمان لانے کے واسطے ہر قسم کے حیلے اور تدابیر عمل میں لائی جاویں گی۔غرض ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اصلاح کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ ہی یہ

بشارت ملی کہ ایک شخص آپ کی اُمّت میں سے مبعوث کیا جاوے گا، جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو توڑ دینے والا ہوگا اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا اور اندرونی تفرقوں اور بے راہیوں کو دور کر کے ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا اس لئے مہدی کہلائے گا۔ اسی بشارت کی طرف **وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ** میں بھی اشارہ ہے۔''
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 445-444۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے ہمارے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور تقویٰ کے معیار دوسرے مسلمانوں سے بلند ہونے چاہئیں۔ آپ نے جو عام طور پہ نقشہ کھینچا ہے وہ ہمارا نقشہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہماری عملی حالت دوسروں سے بہتر ہونی چاہئے۔ ہمارے عمل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اور صالح ہونے چاہئیں۔ چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے''۔ (سچائی کو مان لیا۔ کافی ہو گیا۔) ''اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے۔'' فرماتے ہیں کہ ''صرف ماننے سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اچھے عمل نہ ہوں۔ کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔ یہ وقت دعاؤں سے گزارو۔ رات اور دن تضرع میں لگے رہو۔ جب ابتلا کا وقت ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب بھی بھڑکا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں دعا، تضرع، صدقہ خیرات کرو۔ زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔ مثل مشہور ہے کہ منّتیں کرتا ہوا کوئی نہیں مرتا۔ نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔ اگر انسان مان کر پھر اسے پس پُشت ڈال دے تو اسے فائدہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے بعد یہ شکایت کرنی کہ بیعت سے فائدہ نہیں ہوا بے سود ہے۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا۔''

عملِ صالح کی تعریف کرتے ہوئے کہ عمل صالح کیا چیز ہے فرمایا کہ ''قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عملِ صالح بھی رکھا ہے۔ عملِ صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرہ فساد نہ ہو۔ یاد رکھو کہ انسان کے عمل پر ہمیشہ چور پڑا کرتے ہیں۔ وہ (چور) کیا ہیں؟'' (کس قسم کے چور پڑتے ہیں عمل پر؟) ''ریاکاری۔ (کہ جب انسان دکھاوے کے لئے ایک عمل کرتا ہے۔ عُجب (یہ ہے (کہ وہ عمل کر کے اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے) اس کو عُجب کہتے ہیں)'' اور قسم قسم کی بدکاریاں اور گناہ جو اس سے صادر ہوتے ہیں ان سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔'' فرمایا کہ ''عملِ صالح وہ ہے جس میں ظلم، عُجب، ریا، تکبر اور حقوقِ انسانی کے تلف کرنے کا خیال تک نہ ہو۔ جیسے آخرت میں انسان عملِ صالح سے بچتا ہے ویسے ہی دنیا میں بھی بچتا ہے۔''

(یعنی آخرت میں بھی نیک اعمال جو ہیں انہی کی وجہ سے بچاؤ کا سامان ہوگا۔ اچھے نیک عمل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اور انعامات سے نوازے گا۔ اسی طرح دنیا میں بھی اگر نیک عمل ہوں گے تو بہت سی دنیاوی پریشانیوں اور تکلیفوں سے انسان بچ جاتا ہے۔) فرمایا کہ ”اگر ایک آدمی بھی گھر بھر میں عمل صالح والا ہو تو سب گھر بچا رہتا ہے۔ سمجھ لو کہ جب تک تم میں عملِ صالح نہ ہو صرف ماننا فائدہ نہیں کرتا۔ ایک طبیب نسخہ لکھ کر دیتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ لے کر اسے پیوے،“ (استعمال کرے۔) ”اگر وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے اور نسخہ لے کر رکھ چھوڑے تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔ اب اس وقت تم نے توبہ کی ہے۔ اب آئندہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس توبہ سے اپنے آپ کو تم نے کتنا صاف کیا۔ اب زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ تقویٰ کے ذریعہ سے فرق کرنا چاہتا ہے۔ بہت لوگ ہیں کہ خدا پر شکوہ کرتے ہیں اور اپنے نفس کو نہیں دیکھتے۔ انسان کے اپنے نفس کے ظلم ہی ہوتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے“۔ فرمایا کہ ”بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے۔“ (ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہئے) ”کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا، خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔“ (یعنی کوئی بھی چیز ایسی نہ ہو، عمل ایسا نہ ہو یا جسم کا اس طرح کوئی استعمال نہ ہو جس سے گناہ صادر ہوتا ہو۔ اس لئے استغفار کروتا کہ جسم کا ہر حصہ گناہوں سے بچا رہے۔) فرمایا ”آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے۔“ (اور وہ کیا دعا ہے کہ) ”**رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ** (الاعراف:24)۔ یہ دعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔“ (یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے زندگی گزارنے والا کبھی غیر معمولی مشکلات اور مصیبتوں میں گرفتار نہیں ہوتا۔) فرمایا کہ ”کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی جیسے مجھے یہ دعا الہام ہوئی۔ **رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ**۔“ فرماتے ہیں کہ ”ہمارا ایمان ہے کہ سب اس کے ہاتھ میں ہے خواہ اسباب سے کرے خواہ بلا اسباب۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 274 تا 276۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اللہ تعالیٰ کوئی ذریعہ بناتا ہے یا نہیں بناتا، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اس لئے یہ دونوں دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ اس کی طرف توجہ دیں اور سمجھیں۔

پس ہر احمدی کو، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو

مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟ اکثر میرے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ استغفار کی طرف تو بعضوں کی بالکل توجہ نہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ حالت ہے تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ دوسرے نہ مان کر گناہگار ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے نہیں مانا اور انکار کیا وہ گناہگار ہو رہے ہیں۔ اور ہم مان کر پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کر کے، ایک عہد کر کے پھر اسے پورا نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہو رہے ہیں۔ پس بڑی فکر سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔

آج ایک اعلان یہ بھی ہے اور خوشی کی خبر بھی ہے کہ اخبار الحکم جو قادیان سے نکلا کرتا تھا اور دوبارہ اس کی اشاعت 1934ء میں شروع ہوئی۔ پھر بند ہو گیا۔ آج انگریزی زبان میں اس کا یہاں سے اجراء ہو رہا ہے اور آج یوم مسیح موعود بھی ہے۔ یہ اخبار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا پہلا اخبار تھا یہ پرنٹ میں تو تھوڑا آئے گا لیکن انٹرنیٹ پہ **available** ہوگا اور خطبہ کے فوراً بعد یہ اس ویب سائٹ **www.alhakam.org** پہ دستیاب ہو جائے گا۔ اسی طرح موبائل فون اور ٹیبلٹس (**Tablets**) وغیرہ کے لئے **Al Hakam** نام سے ایپ (**App**) بھی دستیاب ہوگا جسے ڈاؤن لوڈ کر کے اس پر اخبار کو بسہولت پڑھ سکیں گے۔ یہ ایپ (**App**) جو ہے یہ معروف موبائل فون سسٹم مثلاً ایپل (**Apple**) اور اینڈرائڈ (**Android**) پر ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے خطبہ کے بعد فوراً دستیاب ہو جائے گی۔ اس دفعہ کا جو یہ شمارہ ہے۔ یہ یوم مسیح موعود کے حوالے سے خصوصی شمارہ ہے اور آئندہ ہر جمعہ کے روز تازہ شمارہ اَپ لوڈ ہو جایا کرے گا اور پرنٹ میں اس کی تعداد غالباً تھوڑی ہوگی۔ بہر حال اس سے لوگ استفادہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اب اس دفعہ کا جو اس کا اجراء ہے وہ ہمیشہ جاری رہنے والا ہو اور کیونکہ یہ انگریزی زبان میں ہوگا اس لئے انگریزی دان طبقہ کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہئے۔

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

تحریر: امام سید شمشاد احمد ناصر۔ڈیٹرائٹ امریکہ

رسول مقبول ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس آخری زمانے میں جس امام مہدی اور مسیح موعودؑ کا ظہور مقدر تھا وہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے جلو میں ایک صدی سے زائد عرصہ ہوا ظہور فرما چکا ہے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا کہ قرب قیامت کی علامات اس طرح بیان فرمائی ہیں:

۱۔ ”جب امانتیں ضائع کی جائیں گی تو قرب قیامت کی گھڑی (یا زوال امت) ہوگی۔ سائل نے آپؐ سے پوچھا امانتیں کس طرح ضائع ہوں گی آپ ﷺ نے فرمایا جب نااہل اور غیر مستحق لوگوں کے سپرد اہم کام کئے جائیں گے۔ یعنی اقتدار بددیانت اور نااہل لوگوں کے ہاتھ آجائے گا اور وہ اپنی بددیانتی اور فرض ناشناسیوں کی وجہ سے قوم کو برباد کردیں گے۔“

(بخاری کتاب العلم باب من سئل علماً وھو مشتغل فی حدیثہ)

۲۔ قیامت کی نشانیوں میں سے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ

”علم ختم ہو جائے گا، جہالت کا دور دورہ ہوگا، زنا بکثرت پھیل جائے گا، شراب عام پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی بچ رہیں گی، جس کی وجہ سے پچاس پچاس عورتوں کا ایک ہی نگران اور سرپرست ہوگا۔“

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ)

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت اس وقت آئے گی۔۔۔ علم چھن جائے گا، زلازل کی کثرت ہوگی، تیز رفتاری کی وجہ سے وقت قریب محسوس ہوگا، بڑے گھمبیر فتنوں کا ظہور ہوگا، قتل و غارت عام ہوگی مال کی فراوانی ہوگی۔۔۔ لوگ بلند تر عمارات بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ حالات اس قدر خراب ہوں گے کہ انسان کسی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے تمنا کرے گا کہ کاش میں مر کر اس قبر میں دفن ہو چکا ہوتا۔“

(بخاری کتاب الفتن باب خروج النار)

۴۔ سنن ابن ماجہ کتاب الفتن میں یہ حدیث بھی ہے جسے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے اعتبار سے یہ نشان پہلے ہوں گے۔ مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا اور چاشت کے وقت ایک عجیب و غریب کیڑے کا لوگوں پر مسلط ہو جانا۔“

(یہ غالباً طاعون اور ایڈز اور دوسری وبائی بیماریوں اور جراثیمی جنگوں کی کثرت کی طرف اشارہ ہے)

۵۔ خود مسلمانوں کی کمزوری اور خرابی ایمان کی طرف بھی احادیث میں کھل کر بیان آیا ہے۔ کنز العمال میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس راہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔ یعنی علماء کا اپنا کردار انتہائی خراب اور قابل شرم ہوگا۔“

(ریاض الصالحین حدیث ۹۱۳)

۶۔ اسد الغابہ جلد اول میں حضرت ثعلبہ بہرانیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب دنیا سے علم چھین لیا جائے گا یہاں تک کہ علم و ہدایت اور عقل و فہم کی کوئی بات انہیں سجھائی نہ دے گی صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ علم کس طرح ختم ہو جائے گا جب کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہم میں موجود ہے اور ہم اسے آگے اپنی اولادوں کو پڑھائیں گے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود نہیں ہے لیکن وہ انہیں کیا فائدہ پہنچا رہی ہے۔“

یہ چند ایک احادیث اور رسول مقبول ﷺ کی پیشگوئیاں، ہدایات اور آخری زمانہ کی علامات بیان کی گئی ہیں اور عقلمندوں کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہونا چاہئے۔ اور بھی بے شمار احادیث اسی مضمون کی ہیں۔ آپ دوبارہ ان احادیث کو پڑھیں اور اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں کہ ان میں سے کوئی ایسی بات ہے جو آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور ابھی وہ پوری نہ ہوئی ہو؟؟؟

حاشا و کلّا ایسا ہر گز بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا اس کا ایک ایک حرف ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ ہر بات پوری ہو چکی ہے۔ تو کیا جب سب علامات پوری ہو چکی ہیں۔ امت کا حال ہر لحاظ سے بدتر ہو چکا ہے، ہر طرف بددیانتی، کرپشن، ملاوٹ، بے ایمانی، جھوٹ، شراب کی کثرت، زنا، جہالت، سؤروں اور بندروں جیسی حرکات، نااہل لوگوں کا اقتدار میں ہونا، پارلیمنٹوں میں بیٹھ کر دوسروں کے ایمانوں کا فیصلہ کرنا جبکہ خود لوگ تقویٰ سے خالی ہوں تو امت کے بیمار ہونے میں کوئی شبہ رہ گیا ہے۔ میں ابھی بچہ تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے ہمارا گھر احمد پور شرقیہ میں تھا تو محلہ کی ایک مسجد میں جانا ہوا۔ وہاں کے امام سے میں نے یہ بات سنی تھی کہ یہ زمانہ امام مہدی کا زمانہ ہے۔ یہ کم از کم ۵۰ سال سے زائد کا عرصہ ہوا ہے اس بات پر، مگر یہ تو مانتے ہیں کہ ہماری حرکتیں واقعی سؤروں اور بندروں والی ہیں۔ لیکن یہ ماننے کو تیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا علاج آچکا ہے امام مہدی آچکے ہیں۔ انہیں مان لیا جائے۔ مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ واقعی یہ زمانہ تو وہی ہے مگر زبان سے ماننے کے لئے تیار نہیں ؎

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

۔۔۔ والی بات ہے۔ ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس بیمار امت کے علاج کے لئے آسمانی پانی آچکا ہے جس نے آکر یہ اعلان کیا ہے ؎

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دِن آشکار

پھر آپ نے فرمایا:

”اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی، مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔“

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۴ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

امت مرحومہ کے علاج کے لئے وقت پر خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے اپنے آنے کی غرض یوں بیان فرمائی ہے کہ

”میں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تاکہ میں اس پر آشوب زمانے میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔“

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴)

چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے ایک جماعت کا قیام فرمایا اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت کا اعلان عام فرما دیا۔ اس غرض کے لئے آپ نے دس شرائط بھی بیان کر دیں۔ آپ نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اشتہار بھی شائع فرمایا جس میں بیعت کی اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا:

”یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ بھی غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔۔۔ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال

ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خاص گروہ ہو گا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ اور وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشینگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔"

چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ان مذکورہ بالا شرائط پر ایک پاک جماعت کا قیام فرمایا اور مخلصین سے بیعت لی۔ بیعت کا آغاز حضرت صوفی احمد جانؓ کے مکان واقع محلہ جدید میں ہوا۔ وہیں بیعت کے تاریخی ریکارڈ کے لئے ایک رجسٹر تیار ہوا جس کی پیشانی پر یہ لکھا گیا:

"بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت"

رجسٹر میں ایک نقشہ تھا جس میں نام، ولدیت اور سکونت درج کی جاتی تھی۔

حضرت اقدسؑ بیعت لینے کے لئے مکان کی ایک کچی کوٹھڑی میں (جو بعد میں دارالبیعت کے مقدس نام سے موسوم ہوئی) بیٹھ گئے اور دروازے پر حافظ حامد علیؓ صاحب کو مقرر کر دیا۔ اور انہیں ہدایت دی کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ میں بلاتے جاؤ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کو بلوایا۔ حضرت اقدس نے مولانا کا ہاتھ کلائی پر سے زور کے ساتھ پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی۔۔۔

اس طرح پہلے دن باری باری چالیس افراد نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔"

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۳۶-۳۴۱)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا بیان ہے کہ "بیعت حضور اکیلے اکیلے کو بٹھا کر لیتے تھے۔۔۔ حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے۔" (تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۴۱)

بیعت کے بعد تغیر

یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہو گا کہ بیعت کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس ضمن میں تاریخ احمدیت ہی سے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے اپنے بارے میں جو بیان کیا ہے وہ تحریر ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں نے قرآن بھی پڑھا تھا۔ مولانا نور الدین صاحب کے طفیل حدیث کا شوق بھی ہو گیا تھا۔ گھر میں صوفیوں کی کتابیں بھی پڑھ لیا کرتا تھا۔ مگر ایمان میں وہ روشنی، وہ نور معرفت میں ترقی نہ تھی، جو اَب ہے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ یاد رکھو کہ اس خلیفۃ اللہ کے دیکھنے کے بدوں صحابہ کا سا زندہ ایمان نہیں مل سکتا اس کے پاس رہنے سے تمہیں معلوم ہو گا کہ وہ کیسے موقع موقع پر خدا کی وحی سناتا ہے اور وہ پوری ہوتی ہے تو روح میں ایک محبت اور اخلاص کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے جو ایمان کے پودے کی آبپاشی کرتا ہے۔"

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۴۲)

بیعت کے بعد نصائح

حضرت اقدس کا اکثر یہ دستور تھا کہ بیعت کرنے والوں کو نصائح فرماتے تھے۔ چند نصائح بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

"اس جماعت میں داخل ہو کر اول زندگی میں تغیر کرنا چاہئے کہ خدا پر ایمان سچا ہو اور وہ ہر مصیبت میں کام آئے۔ پھر اس کے احکام کو نظر خفت سے نہ دیکھا جائے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جائے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جائے۔"

"دیکھو تم لوگوں نے جو بیعت کی ہے اور اس وقت اقرار کیا ہے اس کا زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن نبھانا مشکل ہے۔ کیونکہ شیطان اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو دین سے لاپرواہ کر دے

دنیا اور اس کے فوائد کو تو وہ آسان دکھاتا ہے اور دین کو بہت دور۔ اس طرح دل سخت ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے اگر خدا کو راضی کرنا ہے تو اس گناہ سے بچنے کے اقرار کو نبھانے کے لئے ہمت اور کوشش سے تیار رہو۔"

"فتنہ کی کوئی بات نہ کرو، شر نہ پھیلاؤ، گالی پر صبر کرو، کسی کا مقابلہ نہ کرو جو مقابلہ کرے اس سے بھی سلوک اور نیکی کے ساتھ پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا راضی ہو جائے اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے۔"

بعض لوگ بیعت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کرتے تھے کہ حضور کسی وظیفہ وغیرہ کا ارشاد فرمائیں۔ اس کا جواب اکثر یہ دیا کرتے تھے کہ نماز سنوار کر پڑھا کریں اور نماز میں اپنی زبان میں دعا کیا کریں اور قرآن شریف بہت پڑھا کریں۔ آپ وظائف کے متعلق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ استغفار کیا کریں۔ سورہ فاتحہ پڑھا کریں، درود شریف لاحول اور سبحان اللہ پر مداومت کریں اور فرماتے تھے کہ بس ہمارے وظائف تو یہی ہیں۔"

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۳۴۳)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم خوش نصیب ہیں جنہیں آپؑ کی بیعت میں آنے کی توفیق ملی۔ اب خدا تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ ہمیں وہ تمام نیکی کے کام بجالانے کی توفیق ملے جو کہ آپؑ کا مشن ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ کی توحید پھیلانے کی توفیق ملے۔ رسول خدا ﷺ کی سنت کو اجاگر کرنے کی سعادت ملے۔ اسلام کا بول بالا کرنے اور تقویٰ سے نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی توفیق ملے۔ تاہم خدا کو راضی کرنے والے بنیں۔ آمین

حضور کو امریکہ سے الوداع کرتے ہوئے

عبدالکریم قدسی

ہو گئی ہر آنکھ ہر چہرہ اُداس	آپ کے جانے سے امریکہ اُداس
آپ تھے تو ہر طرف تھیں رونقیں	اب فضا، ماحول ہے سارا اُداس
آنے میں کیوں دیر کر دیتے ہیں آپ	ہونے لگتے ہیں لبِ گویا اُداس
آپ کو دیکھا تو جی اُٹھے۔ مگر	کر گیا ہے آپ کا دَورہ اُداس
جب خدا حافظ کہا تو ہو گیا	گلستانِ دل کا ہر غُنچہ اُداس
اشک ہونٹوں سے بھی بازی لے گئے	ہو گیا تھا اس قدر بوسہ اُداس
کالے بالوں میں سفیدی آ گئی	ہجر نے اِک عمر تک رکھا اُداس
آنکھیں بھر آئیں لبِ اظہار کی	میری غزلوں کا ہر اک مصرعہ اُداس
الوداع کے وقت قُدسی ہو گئے	میں، مِرا بیٹا، مِرا پوتا اُداس

حضرت صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب
کی وفات پر تاریخی قطعہ

ناصرِ دیں کے وہ تھے لختِ جگر
خدمتِ دِیں میں کمر بستہ رہے
آسمانوں سے بلاوا آ گیا
آہ مرزا "انس بھی رخصت ہوئے"

سنہ ۱۴۴۰ھ

انس	۱۱۱
بھی	۱۷
رخصت	۱۲۹۰
ہوئے	۲۲
	۱۴۴۰

خاکسار
عبدالکریم قدسی
۲۷/ دسمبر ۲۰۱۸ء ۹:۳۰ شام

صِدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

”عمرِ دنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتم ہزار“

ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا

نیچر ورلڈ نیوز کی اشاعت ۱۹ نومبر ۲۰۱۶ء کے مطابق حال ہی میں معروف ماہر تھیوریٹیکل فزکس Stephen Hawking نے آکسفورڈ یونین کی بزم مباحثہ سے خطاب کرتے ہوئے ”انکشاف“ کیا ہے کہ اس کرۂ ارض پر انسانوں کے زندہ رہ جانے کے لئے محض ایک ہزار سال کا عرصہ رہ گیا ہے۔ اگر بنی نوع انسان اپنی بقا کی خواہاں ہے تو اس کے لئے اسے کوئی اور ”قابل رہائش“ سیارہ ڈھونڈ کر وہاں ہجرت کر جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ آپ کے الفاظ میں:

"I don't think we will survive another 1,000 years without escaping beyond our fragile planet."

واضح رہے کہ سٹیفن ہاکنگ صاحب اپنے دہریہ خیالات و نظریات کی وجہ سے بھی معروف ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ آپ کا مبینہ بیان محض بنی نوع انسان کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ انسان اس کرۂ ارض کو اپنی تخریب کارانہ کیمیائی سرگرمیوں کی روک تھام نیز جنگلات کے تحفظ کی طرف سنجیدگی سے متوجہ ہو کر اپنی مادی بقا کے دوام اور تسلسل کی خاطر سنجیدہ اور ٹھوس اقدام اٹھانا شروع کر دے۔ لیکن اس ”آخری ہزار سال“ کی اصطلاح کے حوالہ سے عالم روحانی کے آخری ہزار سال کی طرف بھی توجہ مبذول ہو جاتی ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ السلام جو مجدد الف آخر ہیں، اپنے ایک شعر ؎

سر کو پیٹو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمرِ دنیا سے بھی اب ہے آگیا ہفتم ہزار

کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”کتب سابقہ اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ عمر دنیا کی حضرت آدم علیہ السلام سے سات ہزار برس کے برابر ہے“۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد ۲۱ حاشیہ صفحہ ۱۴۶)

اور ”انسانی نوع کی عمر میں سے اب اس زمانہ میں چھ ہزار برس گزر چکے ہیں اور ایک ہزار برس باقی ہیں۔“(لیکچر لاہور) ۔فرمایا:”یہ گنتی ہم حضرت آدمؑ سے کرتے ہیں مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ اس سے پہلے انسان نہ تھا یا دنیا نہ تھی۔“

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۵۲)۔

لیکن کیا ہزار سال کا معینہ وقت پورا ہوتے ہی ”قیامت“ آجائے گی ؟اس بارہ میں آپؑ نے وضاحت فرمائی کہ: ”خاص گھڑی کی کسی کو خبر نہیں، خدا قادر ہے کہ ہزار سال گزرنے کے بعد چند صدیاں اور بھی زیادہ کر دے کیونکہ کسر شمار میں نہیں آتی جیسا کہ حمل کے دن بعض وقت کچھ زیادہ ہو جاتے ہیں“،(لیکچر سیالکوٹ)۔ نیز یہ وضاحت بھی فرمائی کہ ”یاد رہے کہ قیامت بھی کئی قسم پر منقسم ہے اور ممکن ہے کہ سات ہزار سال کے بعد کوئی قیامتِ صغریٰ ہو جس سے دنیا کی ایک بڑی تبدیلی مراد ہو نہ کہ قیامت کبریٰ۔“(تحفہ گولڑویہ)۔ آپ نے اپنی متعدد تالیفات کے متفرق مقامات پہ اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کی تشریح بیان فرمائی ہے اور ان سب کو ایک دوسرے کی روشنی میں پڑھنے سے مکمل نقشہ واضح ہو جاتا ہے۔

Stephen Hawking صاحب کا مذکورہ بالا بیان منطقی اور طبعی ہر دو لحاظ سے ذہنوں میں ایک اضطراب، بے یقینی اور مایوسی کو جنم دینے کا باعث بن سکتا ہے لیکن اس کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ایک سو سال سے بھی پہلے اِس دورِ ہفتم ہزار کے بارہ میں بنی نوع انسان کو خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ”ساتواں ہزار خدا اور اس کے مسیح کا اور ہر ایک خیر و برکت اور ایمان اور صلاح اور تقویٰ اور توحید اور خدا پرستی اور ہر ایک قسم کی نیکی اور ہدایت کا زمانہ ہے۔“ (لیکچر لاہور۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۶)۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تاریخ انسانی کے اس اہم دور کے جملہ تقاضے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

****

"اے آمدنت باعث آبادی ما"

سیّد شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ احمدیہ ڈیٹرائٹ امریکہ

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل و احسان ہے کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۵/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو امریکہ کی سرزمین پر ورود مسعود فرمایا۔

امریکہ کی سرزمین ، اہالیان امریکہ اور خصوصاً تمام احمدیوں کے لئے یہ بہت ہی بابرکت اور خوشی کے لمحات تھے جو پلک جھپکتے ہی گزر گئے۔ حضور انور یہاں پر احمدیوں سے ملنے، ان کی تربیتی، اخلاقی اور علمی تشنگی کو دور کرنے اور روحانی معیار کو بلند کرنے کے لئے بنفس نفیس تشریف لائے تھے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

حضور انور جب ۱۵/ اکتوبر کی شام کو واشنگٹن ڈلس ایئرپورٹ پر پہنچے تو وہاں کی انتظامیہ نے پرتپاک خیر مقدم کیا اور ہوائی مستقر سے جب مسجد بیت الرحمٰن پہنچے تو وہ منظر الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا کہ دور و نزدیک کی جماعتوں کے ہزاروں کی تعداد میں مرد و خواتین اور چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیوں نے ترانے، نغمے، گیت اور نظمیں پڑھ پڑھ کر حضور انور کا والہانہ استقبال کیا وہ منظر خوب دیدنی تھا۔ بعض لوگوں نے اپنے چھوٹے بچوں کو اپنے کندھوں پر بٹھایا ہوا تھا تا وہ حضور کا دیدار کر سکیں۔ اس کے علاوہ جو بات خاکسار نے مشاہدہ کی وہ یہ تھی کہ بے شمار لوگوں کی آنکھیں اپنے پیارے آقا کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں اور جوں ہی ان کی نظر حضور کے چہرہ مبارک پر پڑتی لوگ سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے اور ان کی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں جو لوگ استقبال کے لئے موجود تھے وہ کئی گھنٹے پہلے دور دراز کا سفر طے کر کے آئے تھے اور پھر موسم کی خرابی کی وجہ سے باہر کھڑے ہونا سردی، بارش اور ہوا کی وجہ سے ممکن نہ تھا اور پچھلے کئی روز سے موسم بھی بہت خراب تھا اور محکمہ موسمیات کی پیشگوئی کے مطابق اس رات بھی ۱۰ بجے تک موسم کی خرابی ہی بتائی گئی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بہت ہی احسان فرمایا کہ بادل چھٹ گئے موسم کی خنکی بھی کم ہو گئی اور موسم ٹھیک ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

حضور کی آمد اور پھر استقبال کے فوراً بعد احباب مسجد بیت الرحمٰن میں جمع ہو گئے جہاں حضور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں اور پھر خاکسار نے اس وقت بھی اور اگلے ایام میں جہاں بھی حضور کا جانا ہوا، لوگوں کو بار بار یہ کہتے سنا کہ بس حضور کے پیچھے نماز پڑھنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔

حضور کے ساتھ ملاقاتیں

جیسا کہ خاکسار لکھ چکا ہے کہ حضور انور کا دورہ کا ایک مقصد تربیت بھی تھا تا احباب جماعت کے ساتھ مل کر ان کے حالات کا جائزہ لے سکیں اور حضور کے ساتھ ان کی ملاقات ہو جس سے فیملیز، والدین اور بچوں پر ملاقات کا گہرا اثر ہوتا ہے اور جس سے لوگوں کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے۔

خاکسار اور خاکسار کی ٹیم کو "ملاقات" کرانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔ محترم امیر صاحب کے دفتر سے ساری جماعتوں کو ایک "ملاقات کا فارم" ارسال کیا گیا ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۰ ہزار سے زائد عشاق کے نام ملاقات کے لئے موصول ہوئے۔ ان سب کے نام ہماری ملاقات کی ٹیم نے کمپیوٹر میں رجسٹر کئے ملاقاتیں تین جگہوں پر تھیں۔ مسجد بیت الرحمٰن، فلاڈلفیا کی نئی مسجد بیت العافیت اور ہیوسٹن کی مسجد بیت السمیع میں۔

حضور انور کے ساتھ ملاقاتیں تو مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب (منیر احمد جاوید صاحب) ہی کراتے ہیں اور یہ پرائیویٹ سکریٹری کا ہی کام ہے لیکن جب حضور ایدہ اللہ کسی ملک میں تشریف لے جائیں تو وہاں پر ان کی معاونت کے لئے عارضی طور پر ایک "شعبۂ ملاقات" بھی قائم ہو جاتا ہے جو وہاں کے امیر صاحب کی زیر نگرانی اور ہدایت کے مطابق ان دوستوں، احباب اور فیملیز کی فہرست مرتب کرتا ہے جن کی ملاقات کی درخواست آئی ہوتی ہے چنانچہ ہم نے بھی یہاں امریکہ کے امیر مکرم و محترم مرزا مغفور احمد صاحب کی ہدایت کے مطابق اور ان کی زیر نگرانی ان لوگوں کو ترجیح دی، جنہوں نے پہلے کبھی بھی حضور سے ملاقات نہیں کی تھی۔ چنانچہ دس ہزار

افراد میں سے ان لوگوں کے نام الگ کئے گئے اور ان کی فہرستیں تیار کرنے کا کام شروع ہوا۔ یہاں پر ان دوستوں کے نام بھی دعا کی خاطر لکھے جاتے ہیں جنہوں نے بڑی محنت سے یہ فریضہ سرانجام دیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مکرم محمد احمد صاحب ڈیٹرائٹ، مکرم اقبال احمد صاحب نیویارک، مکرم عدنان احمد بھلی صاحب مربی سلسلہ، مکرم سلمان طارق صاحب مربی سلسلہ، مکرم رحمان غنی صاحب ڈیٹرائٹ، مکرم سعد ہلی صاحب ڈیٹرائٹ، مکرم علی ہلی صاحب ڈیٹرائٹ، مکرم معین الدین چوہدری صاحب ڈیٹرائٹ، مکرم عظیم الفضل صاحب ڈیٹرائٹ، مکرم قریشی محمود احمد صاحب زعیم انصار اللہ ڈیٹرائٹ۔

فلاڈلفیا میں مکرم سید فضل احمد صاحب کی زیر نگرانی ایک ٹیم ملاقات کرانے پر تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے خواتین میں خاکسار کی اہلیہ صفیہ سلطانہ صاحبہ کے ساتھ محترمہ بشریٰ عبید اللہ صاحبہ، امۃ الحکیم باگورا صاحبہ اور ان کی ٹیم نے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

ہیوسٹن میں ملاقات کرانے کے لئے مکرم رضوان خان صاحب مربی سلسلہ کی ٹیم نے معاونت کی اور خواتین میں محترمہ عزیزہ فاروقی صاحبہ اور ان کی ٹیم نے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مسجد بیت الرحمٰن میں مکرم ناصر محمود ملک صاحب کی ٹیم جن میں بشیر شمس صاحب میری لینڈ، سید مصور احمد صاحب پٹس برگ، ظہیر احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ ڈلس، مکرم عاطف ذیشان صاحب، احمد ملک صاحب، محمد نعیم صاحب، امجد قریشی صاحب، مشتاق چودھری صاحب، غالب الدین صاحب اور سید منور احمد صاحب نے معاونت کی۔ اور خواتین میں خاکسار کی اہلیہ صفیہ سلطانہ صاحبہ کے ساتھ محترمہ شیما ملک صاحبہ، عزیزہ طیبہ سیدہ صاحبہ آف پٹس برگ اور ان کی ٹیم نے معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

ہر تین مقامات پر (مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ، مسجد بیت العافیت فلاڈلفیا اور مسجد بیت السمیع ہیوسٹن) ملاقات کے لئے کل ۲۶ گھنٹے تھے لیکن حضور انور نے اس سے کہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دوگنے سے بھی زیادہ وقت دیا اور ہر سہ مقامات پر ۷۵۷ سے زائد فیملیز کی ملاقات ہوئی۔ ۹۵ فی صد سے زائد ان فیملیز کی ملاقات ہوئی جنہوں نے کبھی خلیفۂ وقت سے ملاقات نہیں کی تھی۔ ان کے علاوہ سنگل اور گروپس (مرد و خواتین) الگ تھے۔ چنانچہ ۴ہزار کے قریب افراد نے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور پھر حضور کے ساتھ فوٹو کھنچوانے کا بھی شرف ان کو ملا۔

جہاں فیملیز اور سنگل کی ملاقاتیں کرانی تھیں اُن جگہوں پر ایک اور ملاقات کی ٹیم بھی تشکیل دی گئی جن کا کام صرف احباب کو بٹھانا اور پھر انہیں ملاقات کے لئے بھیجنا تھا۔ جوں ہی تصویر کھینچی جاتی اگلے دو سے تین منٹ میں وہ تصویر متعلقہ فیملیز کو ان کی ای میل پر مل جاتی تھی۔ مکرم طاہر رمیز صاحب اور ان کی ٹیم نے یہ کام بخوبی احسن سرانجام دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

حضور انور کے ساتھ امریکہ میں خاکسار کو بھی ملاقات کی ڈیوٹی کی وجہ سے ہر سہ مقامات پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی چنانچہ اگلے دن حضور انور مسجد بیت الرحمٰن سے فلاڈلفیا پہنچے۔ وہاں پر بھی صبح سے ہی مسجد میں دور و نزدیک کی جماعتوں سے احمدی احباب مرد وزن اور بچے بچیاں جمع تھے۔ اور نغمے، گیت اور استقبالیہ نظمیں پڑھ رہے تھے۔ حضور نے نئی مسجد کی تختی کی نقاب کشائی کی اور دعا فرمائی۔

شام کو یہاں پر فیملیز اور انفرادی ملاقاتیں بھی تھیں۔ ہماری ٹیم نے احباب کو جن کی ملاقاتیں تھیں پہلے ہی سے اطلاع کر دی تھی۔ ملاقات کرنے والے احباب تو وقت سے کافی پہلے پہنچ چکے تھے۔ مسجد کے اندر ہی سب کو بٹھایا گیا اور لوکل ٹیم نے جن کے نام پہلے درج کئے جا چکے ہیں ملاقات کرانے میں ہماری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایک تو ان دنوں میں موسم سرد ہو چکا تھا سرد ہونے کے ساتھ خراب بھی تھا۔ احباب جن میں خواتین، بچے اور بوڑھے، نوجوان سبھی شامل تھے، ملاقات کے شوق میں کسی بھی تکلیف کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وقت سے بہت پہلے پہنچ جاتے اور بعض اوقات منتظمین اس کے لئے تیار بھی نہ ہوتے تھے، انہیں خواہ گھنٹوں اس کے لئے انتظار کرنا پڑتا، اس کی بھی انہیں کچھ پرواہ نہ تھی۔ ملاقات سے پہلے ان کی اور کیفیت ہوتی تھی، مگر ملاقات کے بعد تو گویا ان کے چہروں پر مسکراہٹ، تسکین

اور پھر بچے تو ایسے جیسے خوشی سے پھولے نہ سماتے ہوں کا نظارہ ہر ایک مشاہدہ کر رہا تھا۔

ملاقات کرنے والی فیملیز میں بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جو پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں آئے تھے اور اپنی زندگیوں میں پہلی بار حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مل رہے تھے۔ ان کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ انہوں نے اپنے پیارے آقا کے قرب میں جو چند لمحے گزارے وہ ان کی ساری زندگی کا سرمایہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا اور ان کی تکالیف اور پریشانیاں راحت و سکون میں بدل گئیں۔

ایک نوجوان ذیشان طارق صاحب نے بتایا کہ میں دو سال قبل پاکستان سے ہجرت کر کے فلاڈلفیا امریکہ آیا تھا۔ میری پہلے کبھی بھی خلیفۂ وقت سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ملاقات سے قبل ایک بیتابی اور گھبراہٹ تھی۔ جونہی میں حضور انور کے دفتر میں داخل ہوا تو حضورِ انور کے نورانی چہرہ پر نظر پڑتے ہی سب بے چینی اور گھبراہٹ دور ہو گئی اور مجھے ایک سکون مل گیا۔

ایک خاتون روبینہ صاحبہ جو اپنے بچوں کے ہمراہ تھیں، کہنے لگیں کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ملاقات کا حال بیان کروں۔ پیارے آقا کو اپنے سامنے دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے مجسم نور آسمان سے اتر آیا ہے۔ ملاقات کے یہ مبارک لمحات اتنی جلدی گزر گئے کہ دل چاہتا تھا کہ یہ لمبے ہو جائیں اور ہم زیادہ وقت حضور کے قرب میں گزاریں۔

ایک نوجوان داؤد احمد بٹ صاحب جو چار ماہ قبل پاکستان سے فلاڈلفیا پہنچے تھے کہنے لگے کہ یہ میری زندگی میں حضورِ انور کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔ پاکستان میں یہی سوچا کرتا تھا کہ شاید زندگی میں کبھی خلیفۂ وقت سے مل نہ سکوں گا لیکن آج جب میں نے حضورِ انور کو دیکھا تو یوں لگا کہ کھلی آنکھوں سے ایک خواب دیکھ رہا ہوں۔ حضورِ انور نے مجھے ایک قلم بھی عطا فرمایا۔

ایک دوست محمد اسلم صاحب جو دو سال قبل پاکستان سے ہجرت کر کے فلاڈلفیا امریکہ پہنچے ہیں اپنی فیملی کے ساتھ حضورِ انور سے ملے۔ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے لئے الفاظ نہیں کہ اس نے ہمیں ہماری زندگی میں یہ مبارک دن دکھایا اور ہمیں حضور کا دیدار اور قرب نصیب ہوا۔

ایک چوبیس سالہ نوجوان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس سے بات نہیں ہو رہی تھی۔ کہنے لگا کہ میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں بیان کر سکوں کہ میں نے آج کیا پایا۔ میرا ایک خواب تھا جو آج اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے پورا کر دیا۔

عمر شریف صاحب ایک افریقن امریکن احمدی ہیں۔ موصوف چار سال قبل سنی مکتبہ فکر سے احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ کہنے لگے کہ حضورِ انور سے ملاقات کو الفاظ میں ڈھالا نہیں جا سکتا۔ حضورِ انور سے مل کر یوں احساس ہوتا تھا کہ جیسے حضورِ انور ایک شفیق باپ کی طرح اپنے روحانی بچوں سے مل رہے ہیں۔ ملاقات سے قبل ایک گھبراہٹ تھی لیکن جیسے ہی ہم حضورِ انور کے دفتر میں داخل ہوئے اور حضورِ انور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو ساری گھبراہٹ اور بے چینی دور ہو گئی۔

ایک دوست نمیر بھٹی صاحب کہنے لگے کہ آج میری فیملی کی پہلی ملاقات تھی۔ جب حضورِ انور کے چہرۂ مبارک پر نظر پڑی تو آنکھیں چہرہ سے ہٹتی نہیں تھیں۔ ملاقات سے باہر آ کر ان پر کپکپی طاری تھی اور کہنے لگے کہ میرا جسم کانپ رہا ہے۔ ان کی اہلیہ جو پاکستان سے آئی تھیں بیان کرنے لگیں کہ خلیفۂ وقت سے ملاقات ہم اکثر پاکستانیوں کے لئے محض ایک خواب ہے لیکن آج میرے لئے یہ خواب حقیقت میں بدل گیا۔ حضور انور سے مل کر مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میری زندگی ہی بدل گئی ہو۔

ایک اور افریقن امریکن دوست عبدالودود صاحب نے بیان کیا کہ انہوں نے تین سال قبل خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر لندن میں بیعت کی تھی، آج اپنی فیملی کے ہمراہ ان کی یہ پہلی ملاقات تھی، دوران ملاقات حضور انور سے عرض کیا کہ اگر شادی میں میاں بیوی میں بعض دفعہ ناچاقیاں پیدا ہو جائیں تو ان کو کیسے دور کیا جائے تو اس پر حضور انور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ”میاں بیوی ایک دوسرے کی اچھائیوں پر نظر رکھیں اور خامیوں سے صرف نظر کریں تو ناچاقیاں پیدا ہی نہیں ہوتیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل ۲۳ نومبر تا ۲۹ نومبر ۲۰۱۸ء صفحہ ۱۶-۲۰)

حضور انور نے یہاں پر ۱۹ اکتوبر کو جمعہ بھی پڑھایا۔ خطبہ جمعہ میں حضور انور نے احباب

جماعت کو جو نصائح فرمائیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ فرمایا:

۱۔ مسجد اور اقام الصلوٰۃ

"الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر میں ہمیں پہلی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی اور آج اس کارسمی افتتاح ہے۔۔۔ مسجد کا افتتاح جب ہم کرتے ہیں ۔۔۔ تو اس سوچ کے ساتھ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے۔۔۔ اور وہ اسی وقت ہی ہو سکتا ہے جب اقام الصلوٰۃ کا عملی نمونہ دکھایا جائے۔"

اس کے بعد حضورِ انور نے اقام الصلوٰۃ کے معانی اور تشریح فرمائی کہ: "جو باجماعت نماز کے عادی ہوں اور اپنی توجہ خالص اللہ تعالیٰ کی طرف رکھتے ہوئے نمازیں پڑھنے والے ہوں، دعا، استغفار اور توجہ سے نماز ادا کرنے والے ہوں۔" حضور نے فرمایا: "ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ کس حد تک ہم اقام الصلوٰۃ کے اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔"

فرمایا اس مادی دنیا میں اکثریت اول تو باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دیتی اور اگر مسجد آ بھی جائیں تو نہ فرض نمازوں میں، نہ سنتوں میں وہ توجہ رہتی ہے جو نماز کا حق ہے۔ ایسی حالت اگر ہے تو ہم خود ہی اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا واقعی ہم ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مساجد تعمیر کرنے والے اور اس کا حق ادا کرنے والے کہا ہے۔"

۲۔ زکوٰۃ اور مالی قربانی کرنی ضروری ہے

حضور نے اس کے بعد فرمایا کہ: "زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ دین کی خاطر بھی مالی قربانی کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے لئے بھی، ان کے حق ادا کرنے کے لئے بھی مالی قربانی کرنے والے ہیں۔"

۳۔ شرک سے اجتناب

حضور انور نے قرآنی آیات کی تشریح کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود کی تحریر سے شرک کے بارے میں بھی بیان فرمایا۔۔۔ "مگر ایک اور قسم کا شرک ہے جو مخفی طور پر زہر کی طرح اثر کر رہا ہے اور وہ اس زمانے میں بہت بڑھتا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد بالکل نہیں رہا" اس کی تشریح کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اسباب اور دوسری چیزوں پر خدا تعالیٰ کی نسبت زیادہ بھروسہ ہے، اپنی نوکریوں، اپنے کاروباروں، اپنی دنیاوی مصروفیات کی طرف زیادہ توجہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہے۔"

۴۔ مساجد کی تعمیر کا مقصد

مساجد کی تعمیر کا مقصد بیان کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ تحریر بھی پڑھی کہ:

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے یہ خانہ خدا ہوتا ہے جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔"

حضور انور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس شہر میں ہمیں ایک خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق دی ہے تو اس کے ذریعہ سے اب ایک نئے عزم کے ساتھ یہاں کی جماعت اور مبلغ کو بھی تبلیغ کے ایسے پروگرام بنانے چاہئیں جس سے اسلام کی خوبصورت تعلیم اور یہ پیغام ہر طرف پھیل جائے۔"

۵۔ اپنی حالتوں کی درستگی

"پس مسجد جو ہم بناتے ہیں ہمارے لئے ایک بہت بڑا چیلنج لے کر آتی ہے کہ اپنی حالتوں کو بھی درست کرنا ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی اور عملی نمونے میں بھی اپنی حالتیں بہتر کرنی ہیں اور تبلیغ کے میدان بھی کھولنے ہیں۔ صرف اتنی بات پر خوش ہو کر نہیں بیٹھ جانا کہ ہم نے مسجد بنا لی۔ حضور انور نے اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک اور حوالہ سنایا کہ:

"مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔۔۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔"

۶۔ خاص وصیت

حضور انور نے جماعت کے احباب کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ وصیت پڑھ کر سنائی۔ فرمایا: "اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر مرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے وہ پنج وقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں وہ جھوٹ نہ بولیں وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے

مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔۔۔اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں۔۔۔ اور پنج وقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں۔“

۷۔ زبانی اقرار نہیں بلکہ عمل کی ضرورت

”یاد رکھو ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں، نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔۔۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔“

۸۔ ہماری بقا کی ضمانت۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق

فرمایا: ”پس یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، بہت فکر کے ساتھ اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا یا دنیا کی دولت ہمیں اور ہماری نسلوں کی بقا کی ضمانت نہیں ہے۔ بلکہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا بقا کی ضمانت ہے، اس کے حکموں پر چلنا بقا کی ضمانت ہے۔“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۲ نومبر تا ۸ نومبر ۲۰۱۸ء)

فلاڈلفیا میں حضور نے اپنے قیام کے دوران دو مرتبہ خاندانوں سے ملاقاتیں بھی فرمائیں۔

اس کے بعد حضور ہیوسٹن تشریف لے گئے۔ ہیوسٹن میں ایک رات قیام کے بعد گوئٹے مالا ناصر ہسپتال کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں سے پھر ہیوسٹن آمد ہوئی اور یہاں پر بھی حضور نے فیملیز کے ساتھ ملاقاتیں فرمائیں اور جمعہ بھی پڑھایا: خطبہ جمعہ میں حضور انور نے احباب کو جو نصائح فرمائیں اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ حضور نے فرمایا:

۱۔ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان

”اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔۔۔ فرمایا اس وقت میں آپؑ کے چند ارشادات پیش کروں گا جو ہماری زندگیوں کا لائحہ عمل ہیں۔ ایک مقصد ہے جو آپ نے ہمارے سامنے رکھا ہے اور بیان فرمایا کہ ایک احمدی کا کیا معیار ہونا چاہئے۔۔۔ ہم میں سے بعض کی ترجیحات بھی دنیا کی طرف زیادہ ہو گئی ہیں اور دین کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی۔ اعتقادی لحاظ سے ہم اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتے ہیں لیکن عملی کمزوریاں ہم میں بہت زیادہ پیدا ہو رہی ہیں ان ارشادات کی روشنی میں ہر کوئی اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمیں کہاں ہونا چاہئے۔

۲۔ جماعت احمدیہ اور تقویٰ کی ضرورت

آپ نے تقویٰ کے بارے میں حضورؑ کا یہ اقتباس پڑھا: ”مجھے یہ وحی بار بار ہوئی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور اتنی مرتبہ ہوئی کہ میں گن نہیں سکتا۔۔۔ خدا جانے دو ہزار مرتبہ ہوئی ہو اس سے غرض یہی ہے کہ تا جماعت کو معلوم ہو جاوے کہ صرف اس بات پر ہی فریفتہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اس جماعت میں شامل ہو گئے یا صرف خشک خیالی ایمان سے راضی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت اسی وقت ملے گی جب سچا تقویٰ ہو اور پھر نیکی ساتھ ہو۔“

۳۔ وہ بدیاں جن سے بچنا بہت ضروری ہے

اس حوالہ کے بیان کرنے کے بعد بعض بدیوں کے نام اور ان کی تشریح بھی فرمائی جیسے جھوٹ بولنا، زنا کرنا، خیانت کرنا، جھوٹی گواہی دینا اور اتلاف حقوق (لوگوں کے حق مارنا) شرک کرنا وغیرہ۔ گلہ کرنا، شکوہ کرنا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنج کا اظہار کرنا، ادھر ادھر باتیں کرنا، چغلی کرنا، بخل، غضب، کنجوسی، غصہ میں آنا۔ بدظنی کے بارے میں فرمایا:

”پس بدظنی جو ہے اگر یہ دور ہو جائے تو ہمارے معاشرے کے آدھے فساد اور جھگڑے اور رنجشیں دور ہو جائیں۔ اکائی پیدا ہو جائے، وحدت پیدا ہو جائے۔“

۴۔ چندوں اور مالی قربانی کی اہمیت کے بارے میں فرمایا:

”اپنے چندوں میں اپنی آمد کو کم لکھوایا تو پھر اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے اور بہت سارے ایسے تجربے ہیں، بہت سارے لوگوں کی مثالیں ہیں جن کی پھر

آمدنی بھی اسی طرح آہستہ آہستہ کم ہو جاتی ہے اور اسی سطح پر آجاتی ہے جس پر وہ اپنی آمدنی ظاہر کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی میں بھی اور حکومت کے حق ادا کرنے میں بھی فرمایا: ”تو پھر یہ گناہ قابل مؤاخذہ ہے۔“

۵۔ قرآن شریف کو بار بار پڑھو

”قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے۔ پس بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہئے کہ برے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہو گا۔“

۶۔ عبادات کی قبولیت کا معیار تقویٰ

عبادات کی قبولیت کے بارے میں حضور انور نے قرآنی ارشاد اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تحریر سے واضح فرمایا کہ:

”یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے۔“

فرمایا: ”اس نماز روزہ سے کیا فائدہ جب کہ اسی مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہمیں کیسے پتہ لگے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز یا عبادت قبول کی ہے کہ نہیں۔ تو اس کی نشانی یہی ہے کہ نمازوں کے بعد، عبادتوں کے بعد دیکھنا چاہئے کہ بڑی اور چھوٹی برائیاں ہم سے دور ہو رہی ہیں، ان سے نفرت پیدا ہو رہی ہے، ہمارے اندر نیکیاں کرنے کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو رہی ہے، سچائی کی طرف ہمارے قدم بڑھ رہے ہیں، اگر نہیں تو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پھر یہ ٹکریں ہیں۔“

۷۔ مجلس کی باتیں امانت ہیں

حضور نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”مجلسوں کی بھی امانت ہوتی ہے اور عہدے داروں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اپنی جماعتی مجالس کی باتیں نہ اپنے گھروں میں نہ کسی غیر ضروری شخص سے کرنے کی ضرورت ہے۔ اس بات پر پابندی ہونی چاہئے۔۔۔ آپؑ فرماتے ہیں اگر ایسے عیبوں اور برائیوں میں مبتلا ہوئے تو پھر نماز نے اسے کیا فائدہ دیا؟

۸۔ عہدے دار تقویٰ پیدا کریں

”پھر ایسی نمازیں نہ تو صرف یہ کہ نماز پڑھنے والوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا تیں بلکہ ان سے بعض لوگوں کو نقصان بھی پہنچ رہا ہوتا ہے۔ پس اگر اگلی نسل کو سنبھالنا ہے تو سب سے پہلے بڑوں اور عہدے داروں کو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

۹۔ غلط بات کو سن کر خاموش رہنا

آپ نے یہ بھی نصیحت فرمائی کہ: ”پس غلط باتوں کو سن کر خاموش رہنے والے، وہیں بیٹھ رہ کر صرف باتیں سننے والے کہ مزہ کے لئے باتیں سن رہے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوں گے۔“

۱۰۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا

”یہ حالت انسان کے اندر پیدا ہو جانا آسان بات نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کو آمادہ ہو جاوے مگر صحابہؓ کی حالت بتاتی ہے کہ انہوں نے اس فرض کو ادا کیا۔ جب انہیں حکم ہوا کہ اس راہ میں جان دے دو پھر وہ دنیا کی طرف جھکے نہیں۔ پس یہ ضروری امر ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کر لو۔۔۔

یقیناً یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مومن اور بیعت میں داخل ہوتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لے جیسا کہ وہ بیعت کرتے وقت کہتا ہے اگر دنیا کی اغراض کو مقدم کرتا ہے تو وہ اس اقرار کو توڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مجرم ٹھہرتا ہے۔“

۱۱۔ خلافت کے ساتھ جڑے رہو

”پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد ایک احمدی کو کیا ہونا چاہئے اور کس طرح اس کا جماعت کے ساتھ مضبوط تعلق ہونا چاہئے اور اپنے زمانے میں آپؑ کے ساتھ اور پھر آپؑ نے فرمایا کہ میرے بعد جو خلافت کا سلسلہ شروع ہو گا اس کے ساتھ جڑے رہنا کہ وہ دائمی سلسلہ تمہارے ساتھ چلے گا۔“

۱۲۔ ایک بڑی اور ضروری نصیحت:

فرمایا: ”پھر ایک بڑی ضروری نصیحت آپؑ نے جماعت کو کی ہے جو میں پیش کرتا ہوں آپؑ فرماتے ہیں: ”آج کل زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے، قسم قسم کا شرک، بدعت اور کئی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں، بیعت کے وقت جو اقرار کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے اب چاہئے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔۔۔ اپنے اللہ کے منشاء کے مطابق پورا تقویٰ اختیار کرو زمانہ نازک ہے، قہر الٰہی نمودار ہو رہا ہے۔ جو اللہ کی

مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنالے گا وہ اپنی جان اور اپنی آل واولاد پر رحم کرے گا۔ "

(خلاصہ خطاب مطبوعہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل ۹نومبر تا۱۵نومبر ۲۰۱۸ء صفحہ ۵ تا۹)

حضور انور نے اپنے وزٹ کا تیسرا جمعہ امریکہ کے ہیڈکوارٹر مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ میں پڑھایا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ دور ونزدیک کی جماعتوں کے علاوہ کینیڈا سے بھی بھاری تعداد میں تشریف لائے اور جمعہ کی ادائیگی اپنے پیارے امام کے پیچھے کی۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ نومبر ۲۰۱۸ء میں احباب جماعت کو جو نصائح فرمائیں ان کا خلاصہ بھی درج کرتا ہوں۔

۱۔ بیعت کا مفہوم اور ذمہ داریاں

حضور نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے اور بیعت کے مفہوم کو اجاگر کرنے کے لئے آپؑ کی یہ نصیحت سنائی کہ "بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ "

فرمایا: بعض لوگوں میں خودی اور نفسانیت کی یہ حالت ہے کہ ایک عہدے دار دوسرے عہدے دار سے ناراض ہو کر ایک جگہ میری موجودگی کے باوجود مسجد میں نمازوں کے لئے حاضر نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اس عہدے دار سے اس کے تعلقات ٹھیک نہیں تھے۔ خودی اور نفسانیت اس حد تک بڑھ گئی کہ خلافت کی بیعت کا دعویٰ تو ہے لیکن کوئی اس کا پاس نہیں ہے۔"

۲۔ پاک صاف ہو جاؤ

حضورؑ فرماتے ہیں: "میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ایسے پاک صاف ہو جاؤ جیسے صحابہؓ نے اپنی تبدیلی کی۔"

۳۔ توحید کا مفہوم

فرمایا: "توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔ "

۴۔ خلافت کا بنیادی کام

"خلافت کا تو بنیادی کام ہی شرک کا خاتمہ اور توحید کا قیام ہے اور اس مشن کی تکمیل کرنا ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔۔۔ خلافت کا احترام قائم کرنا خلیفۂ وقت کا کام ہے اور وہ اس کی ذمہ داری ہے اور وہ کرے گا اور اس لئے کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق خلافت کے ذریعہ توحید کا پیغام دنیا میں پھیلنا ہے اور دنیا سے شرک کا خاتمہ ہونا ہے۔

۵۔ جھوٹ اور اخلاقی برائیوں سے بچنا

"آپؑ فرماتے ہیں جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر یہ بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے، سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

آپؑ نے فرمایا کہ جھوٹ گناہ اور فسق وفجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف۔۔۔ پس ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ ہم سچائی کے کس اعلیٰ معیار یا سچائی کے اس اعلیٰ معیار پر قائم ہیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا جس کے بارے میں آپؐ نے یہ فرمایا کہ یہ جنت کی طرف لے جاتی ہے۔"

۶۔ زنا اور اس کے محرکات سے بچنے کی تلقین

حضور انور نے فرمایا:

"پھر ایک برائی حضرت مسیح موعودؑ نے خاص طور پر بیان فرمائی ہے، اپنے ماننے والوں کو اس سے بچنے کی خاطر خاص طور پر نصیحت فرمائی ہے بلکہ بیعت کی شرائط میں سے بھی ہے وہ زنا ہے۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۶۳)

فرمایا: "کوئی بھی امکان ہو، کوئی بھی خطرہ ہو کہ انسان زنا کی طرف جا سکتا ہے آجکل کے زمانے میں ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے اس پر ایسی غلط قسم کی فلمیں دکھائی جاتی ہیں جن میں کھلے عام زنا کی تحریک کی جاتی ہے پس ایسی چیزوں سے بچنا ہر احمدی کا کام ہے۔ کئی گھروں میں اس وجہ سے لڑائی جھگڑے ہیں، کئی گھر اس وجہ سے ٹوٹ رہے ہیں یا ٹوٹ چکے ہیں کہ خاوند جو ہے بیٹھا ہے فلمیں دیکھ رہا ہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھا ہوا ہے اور غلط سوچیں پیدا ہو رہی ہیں، کئی نوجوان اس وجہ سے برباد ہو رہے ہیں اور غلط صحبت میں پڑ رہے ہیں کیونکہ ننگی اور غلط فلموں کو دیکھنے کی عادت ہے یہ نام نہاد ترقی یافتہ معاشرہ اس کو آزاد خیالی اور ترقی سمجھتا ہے لیکن ہم نے اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچانا ہے۔۔۔ اگر آپ خود جاکے پورنوگرافی کی فلموں کی انفارمیشن لیں تو اس میں آپ کو یہ مل جائے گا کہ یہ زنا کی

طرف لے جارہا ہے ڈومیسٹک وائلنس (Domestic Violence) کی طرف لے کے جارہی ہے اور غلط تعلقات ہورہے ہیں۔ بچوں سے زیادتی کے واقعات ہو رہے ہیں اور یہ سب ان گندی فلموں کی وجہ سے ہورہاہے۔"

۷۔ ظلم سے بچنے کی تلقین

حضور نے فرمایا: "پھر ایک حقیقی احمدی بننے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی طرف بھی خاص توجہ خاص طور پر دلائی ہے آپؑ نے فرمایا کہ اگر میری طرف منسوب ہوناہے تو پھر کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کے خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔" (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۴۶-۴۷)

۸۔ عبادت مومن ہونے کی شرط

حضور نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ حوالہ پڑھا:

"اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے، سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔" (کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵)

حضور انور نے اس ضمن میں ایک اور اقتباس حضرت مسیح موعودؑ کا پڑھا جس میں ایک حدیث بھی بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث اور یہ ہدایت و نصیحت ان لوگوں کے لئے بہت ضروری ہے جو سمجھتے ہیں کہ ہم بہت مصروف ہیں۔ کاروبار میں وقت گزرتا ہے گویا وہ یہ بتارہے ہوتے ہیں کہ ہم تو بہت مصروف ہیں اور نماز پڑھنا صرف ان لوگوں کا کام ہے جو جاب لیس (Jobless) ہیں۔ حضور انور نے فرمایا:

"پھر آپؑ نے فرمایا نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یارسول اللہ (ﷺ) ہمیں نماز معاف فرمادی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں، ہمارا پانچ وقت نمازیں پڑھنا بڑا مشکل کام ہے۔۔۔ باہر کا کام ہے، محنت کا کام ہے۔۔۔ اور یہ کہ اس مصروفیت کی وجہ سے فرصت بھی نہیں ہوتی کہ پانچ وقت نمازیں ادا کریں تو آپؐ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں ہے تو ہے ہی کیا۔ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔۔۔

فرماتے ہیں: خدا کی محبت، اس کا خوف، اس کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے۔ فرماتے ہیں کہ پھر جو شخص نماز سے ہی فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے تو اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا۔ اس کی پھر جانوروں والی حالت ہے، وہی کھانا پینا اور حیوانوں کی طرح سو رہنا۔ یہ تو دین ہرگز نہیں، یہ سیرتِ کفار ہے۔"

(ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۵۳-۲۵۴ ایڈیشن ۱۹۸۵ لندن)

۹۔ حضور کی نصیحت

"کئی مرتبہ میں اس طرف توجہ دلا چکا ہوں اور دلاتا رہتا ہوں کہ اگر نماز سینٹرز یا مسجد دور ہے تو قریب کے چند گھر آپس میں مل کر ایک جگہ مقرر کرلیں جہاں نماز ادا کی جاسکتی ہو۔۔۔ لیکن اگر ہمارا عبادتوں کی طرف رجحان نہیں ہے تو ان مسجدوں کے بنانے کا کیا فائدہ؟ میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر عہدیدار، ہر تنظیم کے عہدیدار اور جماعتی سطح کے عہدیدار ہر سطح پر نمازوں کی حاضری کی طرف بھرپور توجہ دیں تو حاضری کئی گنا بہتر ہو سکتی ہے اور ہماری اگلی نسلوں کی بھی تربیت ہو سکتی ہے۔"

۱۰۔ تہجد اور نفل پڑھنے کی طرف توجہ

حضور نے عبادت کے سلسلہ ہی میں مزید توجہ دینے کے سلسلہ میں یہ حدیث پڑھی کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔

"پس یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ نماز پر توجہ کا جو حق ہے وہ ادا نہ کیا جائے۔۔۔ اور یہ حق صرف فرض نمازوں سے ہی ادا نہیں ہو گا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ تہجد اور نفل پڑھنے کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔" (ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۴۵ ایڈیشن ۱۹۸۵ء مطبوعہ لندن)

۱۱۔ گناہوں سے بچنے کا ایک طریق۔ استغفار

"پھر ایک انتہائی ضروری بات جس پر ہر احمدی کو نظر رکھنی چاہئے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی طرف مستقل توجہ ہے۔ انسان کمزور ہے، بعض دفعہ غلطیوں سے بچنے کی کوشش کے باوجود غلطیاں ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ اپنے بندوں کی صرف غلطیوں کو پکڑنے والا ہے اور سزا دینے والا ہے۔۔۔ بلکہ اللہ

تعالیٰ نے ان غلطیوں کی معافی اور آئندہ ان سے بچنے کا طریق بھی ہمیں بتایا ہے اور وہ استغفار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ لوگوں کو عذاب دے جبکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔(سورۃ الانفال:۳۴)

فرمایا: اس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعا سکھائی کہ اس زمانے میں، جو آجکل کا زمانہ ہے قرآن کریم کی یہ دعا پڑھتے رہنا چاہئے اور وہ دعا ہے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۷۵)

اے اللہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

۱۲۔ مخلوق کی ہمدردی اور خیر خواہی کا ایک نسخہ

حضور نے اس ضمن میں یہ حدیث بھی پڑھی:

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں حسد مت کرو۔ آپس میں نہ جھگڑو۔ آپس میں بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے دشمنیاں مت رکھو۔۔۔ آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا، اسے ذلیل نہیں کرتا اور اسے حقیر نہیں جانتا کسی آدمی کے شر کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمانوں کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلہ باب تحریم ظلم المسلم۔۔۔ حدیث ۶۵۴۱)

حضور نے فرمایا:

"اگر تمام مسلمان آج اس حقیقت کو سمجھ لیں اور اس پر عمل کرنے والے ہوں اور مسلمانوں کی حکومتیں اس پر عمل کرنے والی ہوں تو آجکل مسلمان، مسلمان پر جو ظلم کر کے ان کے جان و مال کو تباہ کر رہا ہے، ہزاروں لاکھوں بچے یتیم ہو رہے ہیں، بوڑھے مر رہے ہیں یہ کچھ بھی نہ ہو۔"

۱۳۔ ایک بڑی برائی تکبر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تکبر سے بچنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ حدیث نبوی بھی سنائی کہ

"جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جاسکے گا۔"

حضورؑ فرماتے ہیں: "میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو، کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔" (نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۲)

۱۴۔ بہت ہی قابل توجہ اور قابل فکر

حضور نے اپنے خطبہ جمعہ میں یہ بھی فرمایا کہ:

"دو مختلف مواقع پر میرے ساتھ مجالس میں یہاں امریکہ کی لڑکیوں کی طرف سے یہ اظہار کیا گیا ہے کہ جماعت میں بعض قسم کا نسلی امتیاز ہے۔ اگر کسی بھی وجہ سے نوجوان نسل میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے تو انتہائی غلط ہے۔ لجنہ کو بھی، خدام کو بھی، انصار کو بھی اور جماعتی تربیتی نظام کو بھی اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ یہ سوال کیوں اٹھ رہے ہیں۔ اور اگر اس میں کوئی حقیقت ہے تو حکمت سے اور پیار سے یہ خیالات اور احساسات دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور تربیت بھی کرنی چاہئے۔ کسی بھی تنظیم اور عہدیدار کو جلد بازی سے اس بارے میں کام لینے یا فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے یا اس جستجو میں نہ پڑ جائے کس نے کہا اور کس نے نہیں کہا بلکہ یہ دیکھیں کہ کیا حقیقت ہے یا نہیں ہے۔ پس یہ دیکھنا چاہئے کہ حقیقت ہے یا اگر نہیں ہے تو کیوں سوال اٹھ رہے ہیں۔ ذاتی رنجشیں تو نہیں ہیں جس کی وجہ سے یہ باتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ بہر حال جو بھی وجہ ہے پیار اور حکمت سے اس برائی کو ہمیں اپنے اندر سے نکالنا چاہئے۔ یہاں جس بچی نے مجھے یہ کہا تھا اسے بھی میں نے یہی کہا ہے کہ مجھے تفصیل لکھ کر بھیجے کہ کس وجہ سے تمہارے اندر یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ جماعت میں نسلی امتیاز پیدا ہو رہا ہے۔ بہر حال یہ بھی تکبر کی ایک قسم ہے اور ہم نے ہر قسم کے تکبر سے بچنا ہے۔"

۱۵۔ جماعت احمدیہ امریکہ اور مالی قربانی

ایک بات جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بھی حکم فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ کے بھی ارشادات ہیں وہ مالی قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر کی جماعتیں مالی قربانیوں میں بڑھ رہی ہیں۔ ہنگامی اور وقتی مالی قربانی میں امریکہ کی جماعتیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرپور حصہ لینے کی کوشش کرتی ہیں

لیکن جو چندہ آمد وغیرہ کا باقاعدہ مالی نظام ہے، اس میں یہاں بھی جو اعداد و شمار سامنے آتے ہیں یا آرہے ہیں اس کو دیکھنے سے پتہ لگتا ہے کہ بہت کمی ہے۔ اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ایک غریب شخص تو اپنی مجبوری بتا کر چندے کی ادائیگی کم کرنے یا شرح کم کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے، اجازت لے سکتا ہے لیکن جو اچھی آمد کے لوگ ہیں ان کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ وہ اپنی آمد کے مطابق چندہ دے رہے ہیں یا نہیں۔ صرف یہ نہیں کہ جس طرح ٹیکس دینے کے لئے بہت ساری کٹوتیاں کر لیتے ہیں چندے کے لئے بھی کر لیں۔ اپنی آمد کو دیکھیں کیونکہ یہ چندے کا معاملہ خداتعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہے۔ سیکرٹری مال کو یا نظام کو تو پتہ نہیں ہے کہ کسی کی آمد کیا ہے جو چندہ دے رہا ہے۔ لیکن خداتعالیٰ کو تو پتہ ہے۔ وہ تو دلوں کا حال جانتا ہے۔ اگر صحیح شرح سے چندہ دینا شروع کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ مساجد کی تعمیر اور دوسرے جماعتی کاموں کیلئے پھر بہت کم علیحدہ تحریک کرنی پڑے گی۔ پس اس لحاظ سے اپنے جائزے لیں اور اپنے چندہ عام کے بجٹ کا دوبارہ جائزہ لے کر لکھوائیں، جنہوں نے کم لکھوائے ہوئے ہیں۔ ''

۱۶۔ اطاعت

حضور نے فرمایا: ''آج آخری بات جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ ''اطاعت'' ہے۔ قرآن کریم میں بے شمار جگہ اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم آیا ہے اور پھر اولی الامر کی اطاعت کا بھی حکم ہے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شرط بیعت میں بھی اطاعت کے بارے میں شرط رکھی ہے۔۔۔ پس ہمارے احمدی ہونے کا فائدہ تبھی ہے جب ہم اس حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی تمام تر صلاحیت کے ساتھ کوشش کریں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

''اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔'' یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں ''یہ بھی ایک موت ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد نمبر ۴ صفحہ ۷۴)

''جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۷۴)

یہ خلاصہ ہے ان ہدایات کا جو ہمارے پیارے امام نے ہمیں اپنے امریکہ کے دورہ کے دوران اپنے تین خطبات جمعہ میں دیں، یہ الفضل انٹرنیشنل کی اشاعت میں آچکی ہیں اور وہیں سے اخذ کی گئی ہیں۔ آپ ان خطبات کو یوٹیوب پر بھی بار بار سنیں اور الفضل انٹرنیشنل کی اشاعت سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں بھی اس لئے دہرائی گئی ہیں تا ہمیں ان ہدایات پر عمل کی توفیق مل جائے۔

خاکسار اب آپ کی خدمت میں چند ہدایات لکھتا ہے جو حضور نے مبلغین امریکہ کو اپنی ملاقات کے دوران دیں۔

حضور انور کی مبلغین امریکہ کے ساتھ میٹنگ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مبلغین امریکہ کی ایک میٹنگ بھی ہوئی جس میں حضور انور نے مبلغین کرام کو ان کے فرائض کے بارے میں تفصیل کے ساتھ ہدایات دیں بلکہ حضور انور نے تحریک جدید کی کتاب 'رولز اینڈ ریگولیشن' جو یکم جنوری ۲۰۱۶ء کو شائع ہوئی تھی سے ۲۳ ڈیوٹیاں بھی مبلغین کرام کو سمجھائیں کہ وہ یہ پڑھیں۔

حضور انور نے باری باری تمام مبلغین کرام سے ان کے ریجن کی جماعتوں کے بارے میں بھی استفسار فرمایا۔ نیز ہر نماز کی حاضری کے بارے میں بھی دریافت فرمایا۔ مبلغین کو میدان عمل میں جن مشکلات و سوالات کا سامنا ہے وہ بھی بتا کر حضورِ انور سے ہدایات لیں۔

حضور انور نے مبلغین کو جو ہدایات دیں ان میں سے چند ایک افادۂ عام کے لئے نقل کرتا ہوں (یہ سب خاکسار نے اپنے نوٹس سے لئے ہیں اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو وہ خاکسار کی طرف سے ہو گی)

حضور انور نے مبلغین کرام کو یہ ہدایات دیں

۱۔ حضور انور نے فرمایا کہ بچوں کے اندر یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ نمازیں پانچ نہیں تین ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ظہر و عصر کی اور مغرب و عشاء کی نمازیں مساجد میں اور گھروں میں جمع کر کے پڑھی جا رہی ہیں۔ آپ نے ہدایت دی کہ جہاں جہاں مبلغ ہیں اور مساجد ہیں یا سینٹرز ہیں وہاں وقت پر پانچوں نمازیں ہونی چاہئیں۔ آپ نے فرمایا کہ مسجد میں کوئی آئے یا نہ آئے آپ نے جا کر اذان دینی ہے اور نماز پڑھنی ہے وقت پر۔

حضور نے یہ بھی فرمایا کہ مثلاً نماز مغرب کا

وقت ہے آپ وقت پر مسجد میں نماز پڑھیں۔ اگر لوگ نماز عشاء کے وقت آتے ہیں اور وہ مغرب کی بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہتے ہیں تو بے شک پڑھیں۔ آپ اگر اس وقت ہیں تو لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ مغرب کی نماز مسجد میں وقت پر پڑھی جاچکی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بات کی بار بار تلقین بھی کریں کہ نمازیں وقت پر پڑھی جائیں جو لوگ گھروں میں نماز پڑھتے ہیں انہیں بھی نماز وقت پر پڑھنی چاہئے جمع کر کے نہیں۔

۲۔ حضور انور نے فرمایا کہ عہدے داروں سے کہیں وہ نمونہ بنیں۔ یہ بھی فرمایا کہ عہدے دار کام پر جانے سے پہلے فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر جایا کریں۔

۳۔ حضور انور نے اس بات کی بار بار یاددہانی کرائی کہ:

جہاں جہاں مساجد ہیں یا سینٹرز ہیں وہاں پر پانچوں نمازیں باقاعدگی کے ساتھ ہونی چاہئیں۔

۴۔ فرمایا اگر عہدے دار ہی جماعت اور تنظیموں کے آنا شروع کر دیں تو کافی حاضری بڑھ جائے گی اور اس کا باقی جماعت کے افراد پر اثر پڑے گا۔ ان کے نمونے سے باقی احباب کو توجہ ہو جائے گی۔

۵۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہدایات دیں کہ نوجوانوں کو مسجد کے ساتھ Attach کریں۔

۶۔ حضور نے بچوں کو سنبھالنے یعنی ان کی تربیت کے بارے میں بھی توجہ دلائی کہ بچوں کے ساتھ تعلقات بڑھائیں انہیں بھی مسجد کے ساتھ Attach کریں۔

۷۔ حضور انور نے فرمایا کہ MTA سننے کا کم رواج ہے، بعض لوگ فون پر سن لیتے ہیں فرمایا کہ گھروں میں بھی خطبہ سننے کو رواج دیں، MTA آن رکھیں تا کہ چلتے پھرتے کان میں کوئی آواز بھی پڑ جائے تو بہتر ہے۔ ماں باپ اپنے بچوں کے ساتھ بھی MTA دیکھا کریں۔ Weekend پر تو ضرور MTA سنیں۔

۸۔ فرمایا اگر آپ لوگوں کو مسجد اور نماز سے جوڑلیں۔ MTA کے ذریعہ خلافت سے جوڑ لیں اس سے آپ کے بہت سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے (اس کا مطلب یہ تھا کہ نماز سے جوڑیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے گا اپنی ہر مشکل خدا تعالیٰ کے آگے بیان کر کے دعا کرنے سے مشکل حل ہو جائے گی۔ دوسرے MTA پر حضور کے خطبات اور دیگر نصائح آتی ہیں۔ اس سے خلیفۂ وقت سے تعلق مضبوط ہو گا۔ خلیفۂ وقت کی باتیں جو روحانیت سے پُر ہوتی ہیں سن کر ان پر عمل کی تحریک پیدا ہو گی اور اس سے بھی مسائل کا حل ہو گا۔ ان شاءاللہ)

۹۔ حضور نے تبلیغ کے سلسلہ میں دریافت فرمایا کہ کیا پلان ہے؟ کیا داعیین کے لئے کوئی کورس یا سلیبس بنے ہیں یا نہیں؟ جماعتیں مربیان سے مدد لیتی ہیں یا نہیں یا خود ہی کر لیتے ہیں۔

۱۰۔ بچوں کو سنبھالنے کے لئے خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا شعبہ بھی آپ سے مدد لیتا ہے یا نہیں؟ لجنہ بھی آپ سے مدد لیتی ہیں یا نہیں؟

۱۱۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ جماعت کی تربیت کے امور کے بارے میں جو بھی ایشو سامنے آتے ہیں اس کا اپنی رپورٹ میں ذکر کیا کریں۔

۱۲۔ مالی معاملات یعنی مالی قربانی کے بارے میں حضور نے ہدایت فرمائی کہ بجٹ پورا کرنے میں جو نظام ہے جماعت کا اس میں ان کی مدد کریں۔ لوگوں کو بار بار تحریک کرنا۔ شرح کے مطابق چندہ دینے کی بار بار تحریک کرنا اور توجہ دلانا، یہ مربی کا کام ہے۔

۱۳۔ عاملہ ممبران کو بھی یہ بات بار بار بتانے والی ہے کہ وہ قواعد و ضوابط کو پڑھیں اور انہیں تربیتی امور سکھائیں۔ ان کو سمجھانا ہے اور سمجھاتے چلے جانا ہے۔ یہ آپ کا کام ہے کسی کو Confront نہیں کرنا۔ آپ کو لگایا ہی گیا ہے تربیت کے لئے۔ اس لئے حکمت کے ساتھ کام کرتے چلے جائیں۔

۱۴۔ حضور نے فرمایا قرآن کریم کا درس، قرآن کریم پڑھانا، اس کا ترجمہ پڑھانا کلاسیں لینا یہ مبلغ کا کام ہے، بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی پڑھانے والا نہیں ہے۔ مبلغ کلاس لیا کریں۔

۱۵۔ اصلاحی کمیٹی میں سب مبلغ شامل ہوا کریں۔ یہ اس لئے کہ اصلاحی کمیٹی یہ سوچے کہ برائی پیدا ہونے سے پہلے ہی مسئلہ کا حل نکالنا چاہئے۔

۱۶۔ جماعت کے اندر اتفاق و اتحاد پیدا کرنا۔ جماعت کو اکٹھا کرنا یہ بھی آپ لوگوں کا کام ہے۔ عہدے داروں کو بھی اور احباب کو یہ بات

سمجھائیں کہ تم نے بیعت کسی عہدے دار کی تو نہیں کی۔ (یعنی جو لوگ رنجشوں کی وجہ سے مسجد آنا چھوڑ دیتے ہیں ان کے بارے میں ہے)

۱۷۔ حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی ایسے گھر میں جانا ہو جہاں لڑائی ہے تو ان کی صلح کی کوشش کریں۔

۱۸۔ وصیت کے بارے میں حضور نے ہدایت دی کہ وصیت بھی تربیت کا ذریعہ ہے مبلغ وصیت کی طرف بھی احباب کو توجہ دلایا کریں۔ مالی معاملات میں چندوں کو بڑھانے کے لئے نظام کی مدد کریں۔ یہ بنیادی تربیت کا کام ہے۔ نماز کے بعد چندوں کا حکم ہے۔ یہ بھی آپ کے فرائض میں شامل ہے اگر بار بار توجہ دلائی جائے تو اس کا بہت اثر ہو گا۔

۱۹۔ حضور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر مغرب کی نماز اس کے آخر وقت میں پڑھ لی جائے پھر درس وغیرہ ہو جائے اور اس کے بعد عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھ لیں تو ٹھیک ہے۔ نیک مقصد کے لئے یہ ٹھیک ہے۔

حضور نے خلاصۃً آخر میں پھر فرمایا کہ :

مبلغ کو اپنی جماعت میں رول ماڈل بننا چاہئے۔ اپنے اخلاق میں، عبادت میں، دینی علم میں اور دنیاوی علم میں بھی دسترس رکھیں، ملکی حالات سے آگاہ رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۲۰۔ فرمایا کہ جماعت کے ہر ممبر کو یہ احساس ہو کہ مبلغ کسی کی طرف داری نہیں کرتا مبلغ کو چاہئے کہ جو خطبہ سنیں اس کے پوائنٹس نکال کر بار بار احباب کو سنائیں اور بتائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ الفضل پڑھنے کی بھی عادت ڈالیں۔ میں بھی الفضل پڑھتا ہوں مجھے بھی بعض مضامین میں کوئی نہ کوئی نئی بات مل جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر کا بھی باقاعدگی سے مطالعہ کیا کریں اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بھی مطالعہ میں رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور انور کی ہدایات و نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

”ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے“

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ نے بیان کیا:

”ایک مرتبہ حضرت اقدس کو خارش کی بہت سخت شکایت ہو گئی۔ تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دُوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے۔ مگر خارش دُور نہ ہوتی تھی۔

ایک دن (مَیں) حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔۔۔ مَیں نے جرأت کرکے پوچھا کہ حضور آج خلاف معمول آنسو کیوں بَہہ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گزرا کہ اللہ تعالےٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور اِدھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا ”ہم نے تیری صحّت کا ٹھیکہ لیا ہے۔“ اس سے میرے قلب پر بے حد رقّت اور ہیبت طاری ہے کہ مَیں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا۔ مگر جب اُٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے۔ اور خارش کا نام و نشان نہ رہا۔ ایک طرف اس پُر شوکت الہام کو دیکھتا ہوں۔ دُوسری طرف اُس فضل اور رحم کو۔ تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے رحم و کرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پَیدا ہو گیا۔ اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔“ (الحکم جلد ۳۷ نمبر ۱۲ مورخہ ۷؍اپریل ۱۹۳۴ء ص ۴)

نوٹ حاشیہ ’تذکرہ‘ صفحہ ۲۸۶: یہ الہام غالباً ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء کا ہے۔ حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے خارش کی تکلیف کا واقعہ ۱۸۹۱ء بتلایا۔ اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے ۱۸۹۲ء کا۔۔۔